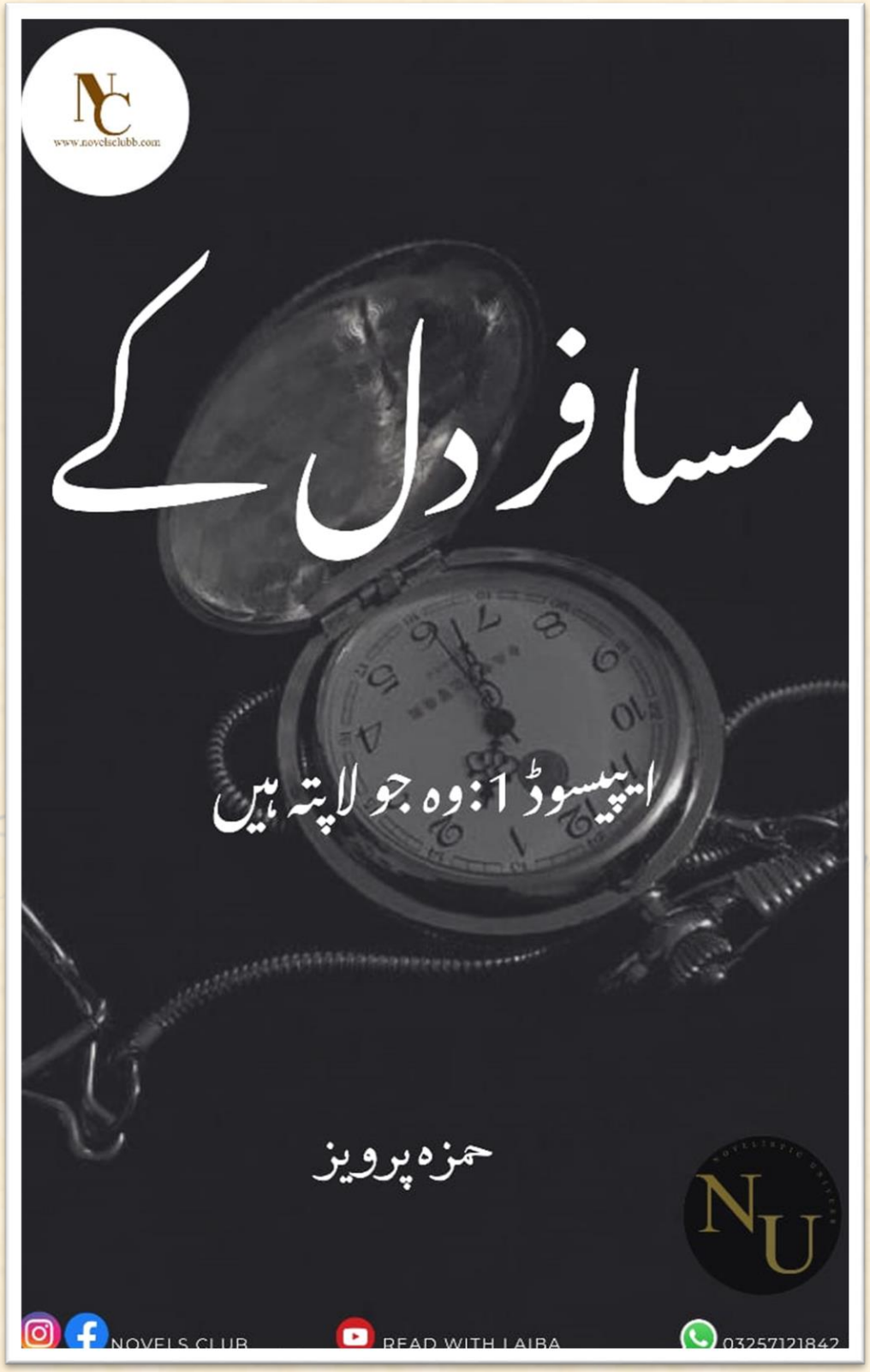
www.novelsclubb.com
مسافر دل کے
اپیسوڈ 1: وہ جو لاپتہ ہیں
حمزہ پرویز
NOVELS CLUB
READ WITH LAIBA
03257121842

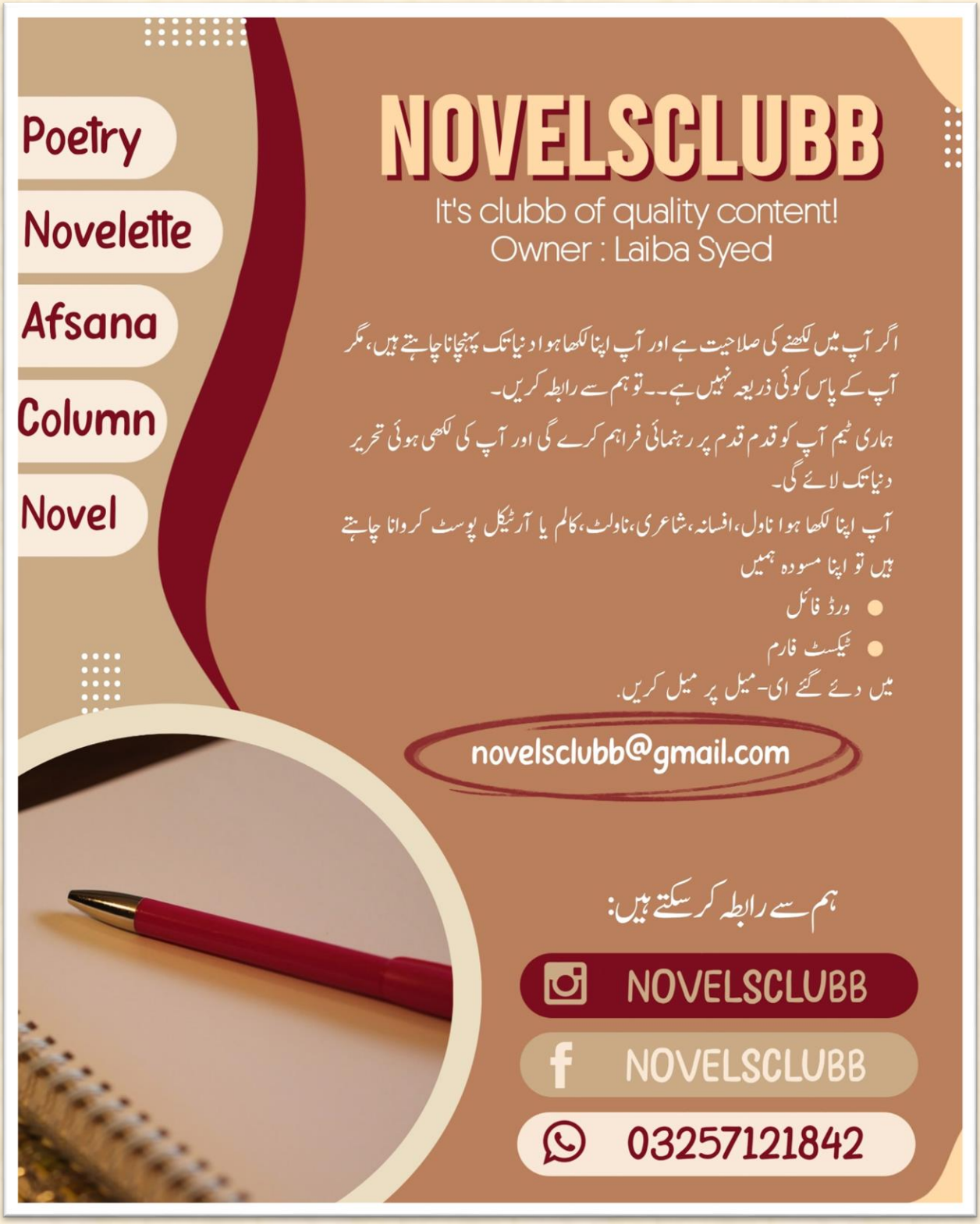
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

مسافر دل کے

از قلم

حمزہ پرویز

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناول "مسافر دل کے" کے تمام جملہ حق لکھاری "حمزہ پرویز" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

شروع اللہ کا نام لے کر جو نہایت رحم والا ہے

یہ کہانی ہے---

چمکتے ہوئے ستاروں کی

بچھڑے ہوئے پیاروں کی

خوب صورت بہاروں کی

روٹھے ہوئے یاروں کی

دریا کے کناروں کی

بھٹکتے ہوئے سہاروں کی

آگ کے انگاروں کی

دلکش نظاروں کی

حسین خواب گاروں کی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میرے کچھ کرداروں کی

باب ا: وہ جو لاپتہ ہیں۔

چاندنی رات کا سکون کمرے میں چھایا ہوا تھا۔ کھڑکی سے چاند کی مدھم روشنی اندر آ رہی تھی، جو کمرے کے فرش سے ہوتی ہوئی بیڈ تک پہنچ رہی تھی۔ وہ اوندھے منہ اپنے بیڈ پر لیٹی تھی، ایک ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھے اور دوسرا کتاب کے صفحے کو سہلاتے ہوئے۔ اس کی عمر چھبیس یا ستائیس برس لگ رہی تھی۔ سفید، چمکتی رنگت، لمبے کھلے بال، اور چہرے پر ایک خاص سکون تھا، جو چاند کی روشنی میں مزید واضح ہو رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ کتاب میں اس قدر مگن تھی کہ اسے معلوم ہی نہ ہوا کب کمرے کا دروازہ ہلکا سا چرمرایا اور ایک خاتون کمرے میں داخل ہوئیں۔ وہ کچھ لمحے اس کی محویت کو دیکھتی رہیں، جیسے کچھ سوچ رہی ہوں۔ پھر انہوں نے اُس کے برتن اُٹھائے جو ٹیبل پر رکھے تھے اور ہلکی سی آواز دی۔

"مائرہ، دنیا میں اور بھی بہت کام ہوتے ہیں یہ کتابیں پڑھنے کے علاوہ۔"

مائرہ جیسے کسی خواب سے جاگی ہو، فوراً پلٹی اور اُن کو دیکھا۔ اُن کے ہاتھ میں رات کے کھانے کے برتن تھے، جو وہ لے کر جانے والی تھیں۔ وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور اُن کے ہاتھ سے برتن لے لیے۔

"کتابوں میں ہمیں وہ ملتا ہے جو حقیقت میں نہیں ملتا۔۔" وہ دھیرے سے بولی اور برتن لے کر کچن کی طرف چل دی۔ اُس کا لہجہ بہت نرم تھا، جیسے چاندنی رات کی خنکی یا بارش کے پہلے قطرے۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے آئیں اور تنگ کرنے کے انداز میں بولیں:

"ہاں، میں نہ اٹھاؤں تاکہ یہ برتن پوری رات یہیں پڑے رہیں۔" مائرہ ہلکا سا مسکرا دی، جانتی تھی کہ وہ مذاق کر رہی ہیں۔

"امی، آپ کو کتنی بار کہا ہے کہ ایسے کام نہ کیا کریں۔ مجھے اچھا نہیں لگتا۔" مائرہ نے نرم

لہجے میں کہااور وہ برتن دھونے لگی۔

"ایک تم ہی تو ہو میرے پاس، میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں تمہارے اور اپنے کام کروں۔اب کل اتوار ہے، آرام سے سونا اور میری فکر نہ کرنا۔میں اپنا اور تمہارا ناشتا بنا کر تُمہیں اُٹھالوں گی۔" وہ بھی اُس کے ساتھ ساتھ ہی کچن میں آئیں اور کاؤنٹر کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی ہو گئیں۔

مائرہ برتن دھونے کے بعد اب چائے کیلئے چولہے پر پانی رکھ رہی تھی۔اُس کے بعد اس نے چائے کے کپ نکالنے کے لیے کیبن کھولا۔اُس نے وہاں سے دو کپ نکالے تو وہاں رکھے تیسرے کپ پر نظر پڑی جو اُس کو ہی دیکھ رہا تھا۔اُس کے کنارے ہلکے سے خراش زدہ تھے۔وہ ایک کالا سا کپ تھا جس میں کوئی گرم چیز ڈالنے سے اُس میں تصاویر واضح ہوتی۔ مائرہ نے فوراً کیبین بند کر دیا۔مگر ماں کی نظر بھی اس کپ پر ہی تھی۔

"کیا ہوتا اگر وہ....." انہوں نے کچھ بولنا چاہا مگر مائرہ نے اُنہیں گھورا تو وہ چُپ ہو گئیں۔ اُس کو وہ بات رَٹ چکی تھی جو ماں بولنا چاہتی تھیں۔ماں وہ کپ پھینکنے کی اجازت نہیں دیتی تھیں۔کیونکہ اُن کو اُمید تھی وہ کبھی نہ کبھی واپس ضرور آئے گا۔

صبح کے 10 بج رہے تھے اور آج وہ لیٹ اُٹھی تھی۔ شاید وہ رات کو الارم لگانا بھول گئی تھی۔ جلدی جلدی اپنے کپڑے بدل کر وہ اپنے کمرے سے نکلی۔ سامنے فریدہ بیگم بیٹھی تھیں۔ اس نے اُن کو دیکھ کر گہری سانس لی۔۔۔

"امی اگر آپ جاگتیں تھیں تو مجھے کیوں نہیں اُٹھایا؟" وہ جلدی سے کچن میں گئی۔ گلاس میں جوس ڈال کر اُسے جھپٹ سے پی گئی۔ واپس آ کر ان کے گلے کے گرد دونوں ہاتھ رکھ کر گلے لگایا۔ فریدہ بیگم ویسے ہی بیٹھی رہیں۔

"اب پریشان مت ہوئیے گا، میں وہاں پہنچ کر کچھ کھالوں گی۔" اتنا کہہ کر ان کے ماتھے کو چوما اور بیگ لے کر وہاں سے نکلنے لگی جب فریدہ بیگم نے اُسے آواز لگائی۔

"مائرہ آج کیا تاریخ ہے؟"

مائرہ نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا اور پھر فون سے تاریخ دیکھنے لگی۔

"28 اگست، کیوں؟"

وہ اُٹھ کر اُس کے پاس آئیں۔ "اور تم نے تاریخ دیکھ لی مگر دن نہیں دیکھا؟" انہوں نے

پوچھا۔

"اور یہ بھی نہیں یاد کہ رات کو ہماری کیا بات ہوئی تھی؟" اُسے اُن کی بات سمجھ آگئی۔

"ایک تو یہ The Savory Spot نے دماغ خراب کر رکھا ہے۔ یاد ہی نہیں رہا کہ آج اتوار ہے۔" اس نے اپنے restaurant کا نام لیا۔

"اس میں قصور restaurant کا نہیں بلکہ تمہارا اپنا ہے تم نے اُسے سر پر سوار کر رکھا ہے۔" وہ اُسے سمجھا رہی تھیں۔

"مگر امی restaurant تو اتوار کو بھی کھلا ہوتا ہے مگر میں آپ کے کہنے پر چھٹی کرتی ہوں۔ پچھلے تین سال سے محنت کر کے میں نے The savory spot کو یہاں تک پہنچایا ہے۔ اب میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتی۔" اُس نے بھی ماں کو سمجھانا چاہا۔

مگر بیٹا تم اُس restaurant کیلئے اتنی محنت کر رہی ہو جو تمہارا ہے ہی نہیں" انہوں نے مائرہ کے الفاظ ہی ختم کر دیے۔

"امی پلیز" اُسکی شکل بتا رہی تھی کہ یہ بات اُسے اچھی نہیں لگی۔

"جس کے واپس آنے کی آپ دعا کرتی ہیں اسی کے آنے سے ہی آپ مجھے ڈراتی ہیں۔ اور

ویسے بھی اُس نے آنا ہوتا تو کب کا آجاتا۔مانا کہ یہ restaurant اُس نے بنایا تھا مگر اس کے نام سے لے کر چلانے تک سارا کام میں نے کیا۔پہلے وہ کبھی کبار آجاتا تھا مگر پچھلے دو سال سے ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہے" وہ ماں کو کوئی جھوٹی تسلی نہیں دینا چاہتی تھی۔

30 اگست کو وہ پہلی بار مصطفیٰ کمال سے ملنے جا رہی تھی۔کئی سوال تھے اُس کے ذہن میں، جن کا جواب شاید وہ جانتا تھا۔ایک دن بعد اُسے آج کی ملاقات کا وقت ملا تھا،اور وہ بہت امید سے مصطفیٰ کمال کے آفس پہنچی تھی۔چند سال پہلے مائرہ نے اُس کے منہ سے مصطفیٰ کمال کا نام سُنا تھا۔وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ وہی ہے یا کوئی اور۔

اُس نے دیکھا کہ داخلی دروازے پر کمپنی کا لوگو نمایاں تھا،" Kamal HR Solutions"۔اندر داخل ہوتے ہی مائرہ نے دیکھا کہ ہر چیز انتہائی منظم تھی۔

مصطفیٰ کا آفس پانچویں منزل پر تھا،اور اُس کے کیبن کے باہر ایک شیشے کی دیوار پر اس کا نام اور عہدہ درج تھا۔

"Mustafa Kamal – CEO & Founder"۔آفس میں ہلکے

سرمئی رنگ کے فرنیچر کے ساتھ لکڑی کی دیواریں اور گملوں میں رکھے سبز پودے ایک آرام دہ ماحول پیدا کر رہے تھے۔ دیواروں پر مختلف کمپنیز کے ساتھ کام کرنے کے شواہد کے طور پر ایوارڈز اور تعریفی خطوط آویزاں تھے۔ اور سارے ورکرز اپنے کام میں مصروف تھے، کچھ نے نظر اُٹھا کر مائرہ کو دیکھا مگر فوراً ہی اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئے۔

چند دن قبل مائرہ کے ریسٹورنٹ کے ورکر نے مائرہ کی تعریف کرتے ہوئے مصطفیٰ کمال کا ذکر کیا تھا، یہ بتاتے ہوئے کہ "میم، آپ کتنی اچھی ہیں۔ ہمارا کتنا خیال رکھتی ہیں۔ اور ایک مصطفیٰ کمال ہے، اُس کے آفس میں میری بہن کام کرتی ہے۔ اُس کے سامنے کبھی آپ کی تعریف کروں تو وہ بہت جلتی ہے اور بتاتی ہے کہ اُس کا باس کتنا خروس ہے۔"

مائرہ وہاں سے مسکرا کر گزر گئی تھی، مگر یہ نام اُس کے دل میں کھٹکنے لگا۔ اُسے یہ نام بہت آشنا لگا تھا، اور بالآخر اُسے یاد آ گیا۔

یہ وہی مصطفیٰ تھا، احد کا پرانا دوست۔

وہ اپنی کرسی کا رُخ دوسری جانب کیے بیٹھا تھا، جب اُس کی سیکریٹری مائرہ کو دفتر میں چھوڑ کر گئی۔ اُس کے جاتے ہی مصطفیٰ نے اپنی کرسی کا رُخ اُس کی جانب کیا، اور جیسے ہی مائرہ نے اُس کو دیکھا، پلک تک جھپکنا بھول گئی۔ اُس کی آنکھیں نم ہونے لگی، اُس کے ہاتھ برف کی طرح ٹھنڈے ہو گئے اور دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ برف کے مجسمے کی طرح منجمند

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہو گئی۔اُس کی دنیا تھم گئی۔

سارے سوالات کے جواب مل گئے۔

وہ بھی اُسی کو دیکھ رہا تھا،اُس کا رنگ زرد ہونے لگا،وہ اپنی کُرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ، بیٹھو۔"اُس نے کپکپاتے ہونٹوں سے کہا۔

مگر مائرہ کچھ کہنے یا سننے کے بجائے فوراً وہاں سے پلٹ گئی۔اُس کی آنکھوں میں آنسو آ چکے تھے، جنہیں اُس نے اندر ہی اندر پینے کی کوشش کی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صبح کا روشن سورج کھڑکی سے داخل ہو رہا تھا۔ناشتے کی خوشبو سارے میں پھیلی تھی اور دھواں کچن سے ہوتا ڈائننگ روم کی طرف آ رہا تھا۔عمار صاحب کا گھر صبح کے رش میں مصروف تھا۔دیوار پر لگی گھڑی کی ٹک ٹک وقت کے گزرنے کا احساس دلا رہی تھی۔

چودہ سالہ خدیجہ اپنے کمرے میں موجود تھی،درازیں کھول کھول کر تلاش کر رہی تھی۔ کپڑے اور کتابیں بستر پر بکھرے پڑے تھے،اور وہ خود سے بڑبڑا رہی تھی،"میرے جرابیں کہاں گئی؟کل تو یہیں تھی۔"اس کی اسکول کی یونیفارم پوری طرح تیار تھی، لیکن جرابیں نہ

ملنے کی وجہ سے اس کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"نور آپی" خدیجہ کی آواز پورے گھر میں گونجی۔ "کیا آپ نے میری جرابیں دیکھی ہیں؟"

کچن میں، چوبیس سالہ نور اپنی ماں، صدف کے ساتھ ناشتے کی تیاری میں مصروف تھی۔ صدف تو اپر پراٹھے بنا رہی تھی، جبکہ نور چائے کا برتن ہلا رہی تھیں۔ خدیجہ کی آواز سن کر نور نے آنکھیں گھمائیں۔

"امی، یہ ہمیشہ اپنی چیزیں گم کر دیتی ہے۔ میں اِس کی مدد کرنے نہیں جا رہی۔" نور نے چائے میں دودھ ڈالتے کہا۔

"نور، وہ ابھی بچی ہے۔ دودھ ڈال کر اُسے دیکھ آؤ۔" صدف بیگم نے اُس سے کہا۔

"امی، میں اس کی آیا تھوڑی ہوں۔" نور نے شکایتی لہجے میں کہا، لیکن چائے کا چولہا آہستہ کرتے خدیجہ کی مدد کے لیے جانے کا ارادہ کیا۔

اس سے پہلے کہ نور کچن سے نکلتی، خدیجہ خود کچن میں آگئی، چہرے پر پریشانی لیے ہوئے۔

"نور آپی، کیا آپ میری جرابیں ڈھنڈ کر دے سکتی ہیں؟" اس نے ادب سے کہا۔

نور نے گہری سانس لی اور خدیجہ کی طرف دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں بولی۔

"اچھا، کیا تم نے لانڈری باسکٹ میں دیکھا ہے؟"

"جی، لیکن وہاں بھی نہیں ہیں" خدیجہ نے تقریباً رونے والے انداز میں کہا۔

نور نے اپنی ماں کی طرف دیکھا، جو اب توے پر انڈہ ڈال رہی تھیں۔ "امی، میں ابھی آتی ہوں۔"

دوسری طرف، ڈرائنگ روم میں ان کے والد، عمار صاحب دفتر جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ وہ آئینے میں دیکھتے، اپنے بالوں کی کنگھی کر رہے تھے اور زور سے بولے

"صدف، میری ٹائی کہاں ہے؟ مجھے نہیں مل رہی۔"

"ابا آپ کی ٹائی یہاں لانڈری باسکٹ میں ہے، میں لا دیتی ہوں۔" نور نے خدیجہ کے کمرے سے نکلتے کہا۔ اُس نے اپنی جرابیں جوتوں میں آگے کر کے رکھی ہوئی تھی اور خود ہی بھول کر سارے گھر میں اُنہیں ڈھونڈ رہی تھی۔

"کتنی بار کہا ہے کہ میری چیزیں پہلے سے پوری کر کے رکھ دیا کرو، اور نور تم آج اِتنی صبح صبح کیسے اُٹھ گئی آج؟ خیریت ہے نہ؟" نور اُن کو ٹائی پکڑا رہی تھی جب اُنہوں نے حیرت سے پوچھا۔

"بس ابا کیا بتاؤں، امی کے بے عزتی سُن سُن کے تھک گئی ہوں، سوچا جلدی اُٹھ جایا کروں۔" نور نے جیسے بڑی مشکل سے الفاظ ادا کیے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نور ہاشم کو بھی اُٹھا دو، ابھی تک سو رہا ہے۔" کچن سے امی کی آواز آئی۔

"لو، ایک اور کام۔" وہ بڑبڑائی اور ہاشم کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

وہ ہاشم کے کمرے میں داخل ہونے ہی والی تھی کہ وہاں پڑے آئرن سٹینڈ پر اُس کی نظر پڑی۔ پھر آس پاس دیکھا، کوئی اُسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ گُڈ

اُس نے دھیرے سے وہاں پڑا پانی کا اسپرے اُٹھایا اور ہاشم کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ اُس کا دروازہ لاک نہیں تھا، وہ فجر میں اُٹھا کرتا تھا اور اُس کے بعد پھر دروازے کو لاک نہیں لگایا کرتا تھا۔ اُس نے دھیرے سے اُس کے منہ سے کمبل اُتارا اور اسپرے سے نکلتے پانی کے قطروں کی برسات اُس پر کر دی، ہاشم کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ ملا۔ وہ فوراً کمبل اُتارتے سیدھا ہو کر بیٹھا۔ اُس کی آنکھیں بھوری اور بال سیاہ تھے جو سو کر اٹھنے کی وجہ سے تھوڑے بکھرے ہوئے تھے۔ اس کا رنگ سفید تھا اور چہرے پر ہلکی سی داڑھی تھی۔

"نور کی بچی"، اس کی آواز بھاری مگر بہت خوبصورت تھی۔ نور نے اُس کی بات نہیں سُنی مگر وہاں سے نکل گئی۔

"امی اُٹھا دیا ہے مگر بہت بد تمیزی کر رہا تھا، میں اِس کے بعد کبھی اُس کو اُٹھانے نہیں جاؤں گی۔" اُس نے جاتے ہی صدف بیگم کو بتایا۔

"یہ بھی دیکھ لیں کہ کیسے اُٹھایا ہے۔" ہاشم بھی اُس کے پیچھے آ گیا، اُس کے بال مکمل بھیگے

ہوئے لگ رہے تھے۔

"تم دونوں ایک جیسے ہو، ایک ڈڈو اور ایک مچھر۔ اگلے مہینے 24 کے ہونے والے ہو مگر عقل نام کی چیز نہیں ہے تم دونوں میں۔ تم دونوں سے عقلمند تو خدیجہ ہے۔" امی نے غصے سے کہا۔ ہاشم اور نور فوراً خاموش ہو گئے، جیسے کبھی کچھ بولے ہی نہ ہوں۔

ناشتا کرنے کے بعد جب عمار صاحب آفس جانے کے لیے نکل رہے تھے، نور نے ایک بار پھر اُن سے کہا، "ابا، ہمارے فائنل ایگزامز کو بھی کچھ مہینے رہ گئے ہیں، اور میں آپ کے ساتھ کام سیکھنا چاہتی ہوں۔ کیا آپ مجھے یہ موقع دیں گے؟"

عمار صاحب نے جواب دینے کے بجائے خاموشی اختیار کی، جیسے ہمیشہ کرتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ہاشم اُن کا آفس جوائین کر لے مگر ہاشم کی اُس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

نور نے بھی ہار نہیں مانی اور مزید کہا، "آپ جانتے ہیں، میں ہاشم سے بہتر ہوں۔ اس بے کار سنگر سے تو بہتر ہے، آپ مجھے ہی ہائر کر لیں۔ ہمارے تو سبجیکٹس بھی ایک جیسے ہیں"

عمار صاحب ایک لمحے کے لیے رُک گئے، مگر پھر انکار کر دیا۔ وہ پچھلے کئی مہینوں سے اس بات پر سوچتے رہے کہ اگر نور کو آفس لے جانے کی اجازت دے دی، تو معاشرے کے لوگ باتیں بنائیں گے۔ خاص طور پر جب ہاشم گھر پر ہو اور نور، ایک لڑکی ہو کر، باپ کے ساتھ کام پر جائے۔

نور مسلسل یہی دلیل دیتی رہی، "ابا، لوگوں کا تو کام ہے باتیں بنانا، وہ ویسے بھی بنائیں گے۔ اور اگر ہاشم کو سنگر بننے کا شوق ہے، تو ہو سکتا ہے وہ کامیاب ہو جائے۔"

عمار صاحب ہمیشہ اس کی بات پر خاموش ہو جاتے، مگر نور کے چہرے پر مایوسی واضح ہوتی۔ وہ ہاشم کے سنگر بننے کے خواب کو دل سے بے کار ہی سمجھتی تھی، مگر باپ کو راضی کرنے کے لیے اُسے سپورٹ کر دیتی۔

Clubb of Quality Content

تاریخ تھی استمبر

اور ٹائم ہو رہا تھا صبح کے 8:25 کا.

پورے آفس کے لوگ اکٹھے ہو کر کسی کا انتظار کر رہے تھے۔ سوائے ایک کے، وہ سارہ

تھی۔سارہ اس کی پرسنل سیکٹری تھی اور اس کے سرد رویے کی سب سے زیادہ شکار ہونے والی انسان تھی۔اُسے کوئی بھی مسئلہ ہوتا تو وہ سارہ سے ہی کہتا۔وہ اپنے کام سے کام رکھنے والا انسان تھا۔زیادہ غصہ تو نہیں ہوتا تھا مگر اتنا فری بھی نہیں تھا کہ ہر ایک سے ہنس کر بات کرے۔وہ آفس آتا،اپنا کام کرتا اور چلا جاتا۔اس کی ڈکشنری میں جو الفاظ تھے وہ صرف کام،کام اور کام تھے۔کوئی اُس کی ذاتی زندگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا اور اُن کو جاننے کی اجازت بھی نہ تھی،البتہ تجسس بہت تھا۔آج ایک بار پھر اس کو سب ہنسانے کی ناکام کوشش کرنے جا رہے تھے جو پہلی بار نہیں تھی۔آخری کا پتہ نہیں

8:28،سب تیار تھے۔ٹھیک 8:30 پر وہ داخل ہو گا۔عام دفتروں کا وقت 9 سے 5 ہوتا ہے۔مگر مصطفی کمال وہ کام نہیں کرتا جو سب کرتے ہیں۔اُس کے آفس کا وقت 8 سے 4 تھا۔اور وہ خود 8:30 پر آیا کرتا تھا۔آج اُس کی تیسوی سالگرہ تھی۔اور سب اُس کو wish کرنے کیلئے اکٹھے تھے سوائے سارہ کے۔

8:29 ٹھیک ایک منٹ بعد وہ داخل ہو گا۔اور آتے ہی سب کو دیکھے گا۔اور اُن کو یاد دلوائے گا کہ وہ اُن کو تنخواہ یوں اکٹھا ہونے کے کیلئے نہیں دیتا۔اور سیدھا اپنے آفس جائے گا۔اور سارہ کو فون کریگا کہ اس مجمعے کو واپس بِٹھاؤ۔

ایک سوئی 8 اور 9 کے درمیان تھی،ایک 6 پر اور ایک 10 پر

10 سیکنڈ رہ گئے تھے۔ سارہ نے آنکھیں بند کر لیں. وہ الٹی گنتی گن رہی تھی۔

8:30

8:35

8:40

آج کچھ بدلا تھا۔ سب کے اُمیدوں سے مختلف مصطفیٰ کمال آج نہیں آیا تھا۔ یہ لمحہ سب کے لیے غیر متوقع تھا۔ ہر کوئی ایک دوسرے کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ایک عجیب سی خاموشی چھا گئی تھی۔ سب مایوس ہو کر اپنی کرسیوں پر جا بیٹھے، مگر سارہ کے ذہن میں کئی سوالات گھوم رہے تھے۔ اُس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور یاد کرنے لگی کہ کچھ دن پہلے کیا ہوا تھا۔

وہ لڑکی، جو تین دن پہلے آفس آئی تھی۔ اُس نے کیا کہا تھا؟ اُس کی باتیں کیوں سارہ کے ذہن میں اٹکی ہوئی تھیں؟ مصطفیٰ اُس لڑکی سے کیوں ملا تھا؟

"کیا کہا تھا اُس نے؟"

سارہ نے اپنے ذہن پر زور دیا، مگر جواب دھندلا تھا۔ مصطفیٰ کمال کا نہ آنا معمولی بات نہیں تھی۔ یہ وہ مصطفیٰ کمال تھا جس کی گھڑی ہر سیکنڈ کے حساب سے چلتی تھی، جو کبھی دیر نہیں کرتا تھا۔ اور آج، اُس کا غیر حاضر ہونا، بہت کچھ بتا رہا تھا۔ مگر کیا؟ یہ سوال سارہ کی سانسوں

کے ساتھ گونج رہا تھا۔

ادن پہلے

۱۳۱ اگست۔۔۔

مغرب کی اذان کی آواز وہاں سارے میں گونج رہی تھی۔بچے پارک میں کھیل کر بس اپنے گھروں کو روانہ ہو رہے تھے۔ہوا بہت تیز چل رہی تھی اور سورج غروب ہونے کو تھا۔ اُسی پارک کے کونے میں ایک بینچ پر وہ بیٹھا تھا۔وہ اپنا فون ہاتھ میں پکڑے کسی کو میسج کرنے کی کوشش کر رہا تھا،وہ بار بار کچھ کچھ ٹائپ کرتا اور پھر مٹا۔آخر کار اس نے میسج سینڈ کر دیا۔

"کیا ہم مل سکتے ہیں؟میں پارک میں بیٹھا ہوں۔"

ہاشم مغرب کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکل رہا تھا۔فون نکالنے پر سامنے وہ میسج دِکھا جو پندرہ

منٹ پہلے آیا تھا۔اُس نے وہ میسج پڑھا۔

"میں آیا۔" جواب دو حرفی تھا۔جب ہاشم وہاں پہنچا تو اُسے دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔دونوں کے درمیان طویل گفتگو ہوئی۔۔۔

"میں واپس جا رہا ہوں۔تم دو، تین دن سوچ لو مگر یاد رکھو میں نے تمہاری مدد تب کی تھی جب تم مجبور تھے۔اور اب مجھے تمہاری مدد چاہیے"

اُس کو ہاشم کی مدد کی ضرورت تھی مگر اسے لگ رہا تھا کہ ہاشم یہ سب نہیں کر پائے گا۔وہ ہاشم کی مدد نہیں چاہتا تھا مگر وہ مجبور تھا۔ہاشم کوئی جواب دیے بنا وہاں سے نکل آیا۔دل بُری طرح دھڑک رہا تھا۔جو پچھلی بار ہوا تھا اُسکے بعد تو ابا کبھی نہیں مانیں گے۔اُس نے دل ہی دل سوچا۔گھر داخل ہوا تو سامنے عمار صاحب بیٹھے تھے سوچا کہ ان سے بات کر لے مگر اتنی ہمت نہ کر سکا۔وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

کمرے میں جاتے ہی اُس نے التمش کو فون کیا۔

"مجھے تمہاری مدد چاہیے۔۔" اور وہ بیڈ پر لیٹ کر اُسے سب سمجھا رہا تھا۔وہ فیصلہ کر چکا تھا اُسے کیا کرنا ہے۔

اگلی شب جب وہ مغرب کی نماز پڑھ کر واپس آیا تو بھی عمار صاحب سامنے کرسی پر بیٹھے تھے۔اُس نے سوچا کہ آج ہمت کر ہی لے بات کرنے کی مگر پھر سے ہمت نہ کر سکا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

"بات سنو" آواز اُس کے ابا کی تھی۔وہ وہی سے واپس پلٹ آیا۔ذہن میں ہزار سوچوں نے جنم لیا

"جی" اس سے زیادہ اُس سے کچھ بولا نہ گیا۔

"ہاشم تمہارا کیا پلان ہے؟" ہاشم کی سانس رُک گئی، کیا ابا جان چکے تھے؟

"جی میرا؟" اس نے انجان بننا چاہا۔

"زہری سی بات ہے، تمہارا نام ہی ہاشم ہے نہ؟" اُن کا لہجہ معتدل تھا۔انہوں نے اُسکے جواب کا انتظار کیا مگر اُسے نا بولتا پا کر اپنی بات جاری رکھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگلے مہینے تم 24 کے ہو جاؤ گے، تمہاری پڑھائی بھی مکمل ہونے والی ہے۔ مگر تم کسی چیز میں بھی serious نہیں ہو، پڑھائی میں بھی تمہاری کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے۔اس طرح تم میرا آفس کیسے سنبھالو گے؟"

ہاشم پھر بھی چپ رہا "تم سے بہتر تو نور ہے پڑھائی میں، اور آفس میں بھی اس کی دلچسپی زیادہ ہے"

"تو ابا اِس میں غلط ہی کیا ہے اگر نور آفس جوائین کر لے۔" ہاشم نے بے ساختہ کہا۔اس بات پر عمار صاحب اندر تک کڑوے ہو گئے مگر بہت ضبط کے ساتھ بولے۔

"تو کیا تم گھر میں بیٹھ کر مکھیاں مارو گے؟"

"نہیں میں کراچی جا رہا ہوں" اُس نے ہمت کر کے وہ بول ہی دیا جو کل سے بولنا چاہتا تھا۔وہ تھوڑی دیر کیلئے خاموش ہو گئے

"تم جا سکتے ہو" انہوں نے کہا۔کیا ابا کو منانا اتنا آسان تھا؟؟؟

"مگر میری ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ تم واپس آتے ہی میرا آفس جوائین کر لو گے، منظور ہے؟" اُسے اس وقت کراچی جانا تھا کسی بھی صورت، اس لیے فوراً مان گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کتنے عرصے کیلئے جا رہے ہو؟" اُنہوں نے اگلا سوال کیا۔

"تین مہینے" وہ نہیں جانتا تھا کہ اُس نے 3 مہینے کیوں کہا۔

"آج 1 ستمبر ہے، ٹھیک 3 مہینے بعد 1 دسمبر کو تمہیں یہاں ہونا ہے۔اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں کہنا"

"مگر ابا تین مہینے بعد تو فائنل ایگزامز ہیں" نور اندر سے نکلتے بولی۔ شاید اُس نے سب کچھ سن لیا تھا ہمیشہ کی طرح۔

"وہی پرانی عادت چھپ کر باتیں سننے سے کیا ملتا ہے؟" ہاشم نے اُکھڑے لہجے میں کہا

"اوہ شٹ آپ پلیز۔ میں تم سے بات نہیں کر رہی اور جب دو بڑے بات کر رہے ہوں تو چھوٹے بیچ میں نہیں بولتے" ابا قریب نہ ہوتے تو دونوں کی اب بھی کافی جھڑپ ہو جاتی۔۔۔

"ہاں تو میں کہہ رہی تھی" اُس نے اپنا رُخ ابا کی جانب کیا "کہ 3 مہینے بعد ہمارے فائینل ایگزامز ہیں۔ اگر یہ چلا گیا تو تیاری اس کا باپ کریگا؟" ایک لمحہ لگا اور وہ سمجھ گئی کہ اُس نے ابھی ابھی کیا بولا۔ اُس نے فوراً دانتوں سے زبان کو کاٹا۔

"سوری غلطی سے زبان پھسل گئی۔اور ویسے بھی جس کام کیلئے یہ جا رہا ہے اس کے لیے ایک ہفتہ بھی کافی ہے۔"

ہاشم کا رنگ فق ہو گیا۔"نور کیا جانتی ہے؟"اُس نے سوچا۔

"ابا میں کتابیں ساتھ لے جاؤں گا اور وہاں پڑھتا رہوں گا"۔

"جو گھر رہ کر نہیں پڑھتا وہ کراچی جا کر پڑھے گا؟ ویری فنی "نور کیلئے چپ رہنا مشکل تھا۔

"ابا میں بتا رہی ہوں، یہ واپس آ کر کہے گا کہ وہاں میری کتابیں چوری ہو گئیں"

"نور، میں نے تمہیں بچپن میں گرایا تھا جس وجہ سے تمہارے گھٹنے پر چوٹ لگی تھی، اُس کیلئے مجھے معاف کر دو." وہ سنجیدہ تھا۔

"ہاں میں بہت زور سے گری تھی۔مجھے یاد ہے پر چلو آج تمہیں معاف کیا۔کیا یاد کرو گے کم از کم احساس تو ہوا" وہ مسکرا رہی تھی

"احساس تو ہونا ہی تھا۔میری وجہ سے تم گری تھی اور تمہارے گھٹنے میں موجود دماغ کو گہری چوٹ لگ گئی اور آج تک ہم سب میری اُس غلطی کا انجام بھگت رہے ہیں۔"

وہ نور کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھتا وہاں سے چلا گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ابا یہ دیکھ لیں اس کو پھر آپ کہتے ہیں کہ میں اس سے لڑتی ہوں" اُس نے مڑ کر ابا کو مخاطب کیا جواب تک وہاں سے جا چکے تھے۔-

"اس کا بدلا تو میں لوں گی، ہاشم کے بچے!!!" اُس نے سوچا اور واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

2 ستمبر۔جمعہ

دوپہر کا وقت تھا اور دھوپ اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ گھنے درختوں کے درمیان سے آتی ہلکی سی ہوا، جو تیز گرمی میں ایک سکون کی لہر لے کر آتی، اب مدھم پڑ چکی تھی۔ آسمان میں کہیں کہیں بادل چھائے ہوئے تھے، لیکن دھوپ کی تیزی نے اُنہیں بھی بے بس کر دیا

تھا۔زمین کی حرارت اور ہوا کی خوشبو نے ماحول میں ایک عجیب سا سکوت پیدا کر دیا تھا، جیسے ہر چیز اپنے مقام پر رک کر کچھ سوچ رہی ہو۔وہ اپنے کپڑے الماری سے نکال کر تہہ کر رہا تھا اور اُنہیں بیگ میں رکھ رہا تھا۔امی کو وہ اپنے کام نہیں کہا کرتا تھا اور نور سے اُسے کوئی اُمید نہیں تھی۔

"امی آپ پریشان نہ ہوں 3 مہینے کی تو بات ہے۔" وہ انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جانا ضروری ہے کیا؟" وہ کل رات سے ہزار دفعہ یہ سوال کر چکی تھیں۔ماں تو ماں ہی ہوتی ہے۔

"بہت ضروری" اُس نے ایک سوٹ تہہ کر کے بیگ میں رکھتے کہا۔

"مگر کیوں؟" یہ سوال بھی وہ پہلے کر چکی تھیں۔

"ایک کام ہے" کچھ تو تھا جو وہ چُھپا رہا تھا۔

"کیا چُھپا رہے ہو؟" ماں سے سے کچھ بھی چُھپانا مشکل ہے۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ میں کیا چھپا رہا ہوں؟" اُس نے اُلٹا سوال کیا۔

"نور بھی جانتی ہے اور تمہارے ابا بھی، بس مجھے نہیں بتا رہے۔"

"نور جھوٹ بولتی ہے۔ وہ کچھ نہیں جانتی۔" وہ اُنہیں بتا رہا تھا۔

"میں سچ بول رہی ہوں، جھوٹے تم ہو"۔ شائد اس نے آج بھی سب سن لیا تھا۔

"نور کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ آپ کیا جانتی ہیں؟" وہ اُس سے سوال کر کے ہاتھ سینے پر باندھے نور کے جواب کا منتظر تھا۔

"یہی کہ تم یا تو اپنی بے سری آواز کا Audition دینے جا رہے ہو کراچی یا اپنے آوارہ دوستوں کے ساتھ گھومنے جا رہے ہو اور امی آپ کو یاد ہے یہ پچھلی بار بھی ہمیں بتائے بغیر کراچی گیا تھا۔" اُس نے رُخ ماں کی جانب کیا۔

"جب واپسی پر اس کے بازو پر پٹی لگی تھی۔ اور ابا سے کتنی ڈانٹ پڑی تھی اسے، یہ اس کی پرانی عادت ہے بغیر بتائے جانے کی" وہ اُس کا سچ جان ہے چکی تھی اور ماں کو بھی بتا دیا تھا۔ کم از کم وہ یہی سمجھ رہی تھی۔

"تو اس میں چھپانے والی کیا بات ہے؟" ماں کو یہ کچھ خاص نہ لگا۔

"اگر مجھے بھی پتہ ہوتا کہ یہ بات ہے تو خود ہی بتا دیتا" وہ بڑبڑایا کسی نے سنا نہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی مجھے لگا آپ خوامخواہ پریشان ہوں گی اس لئے نہیں بتایا۔اب اس کے بعد کچھ نہیں چھپاؤں گا"اُس نے اُن کو تسلی دی۔

نور نے اُسے جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش میں اُس کی مشکل آسان کر دی تھی۔آج کے دن کے اس نے نور کے سارے گناہ معاف کیے۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُس نے آج بہت دن بعد اپنی میل اوپن کی،وہ بھی انہی لوگوں میں سے تھا جو واٹس ایپ ،انسٹا گرام کے آنے کے بعد کبھی کبھار اپنی میل دیکھتے ہیں۔ستمبر 1 صبح 8 بجے آنے والی میل جب اُس نے دیکھی تو وہ ایک ہی سیکنڈ میں سمجھ گیا۔وہ میل کوئی پہلے سے ہی اوپن کر چکا تھا۔اور وہ کس نے دیکھی یہ بھی وہ جانتا تھا۔اُسے نور پر بہت غصہ آرہا تھا۔ابھی کچھ دیر پہلے

ہی وہ ماں اور نور کے سوالوں کے جواب دے کر آیا تھا۔

"تو اُس نے امی کو یہ سب کیوں نہیں بتایا" وہ سوچ رہا تھا۔ مگر وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ نور نے اُس کی میل کیوں دیکھی؟ اس کا جواب صرف وہی دے سکتی تھی۔ امی خدیجہ کے ساتھ مارکیٹ گئی تھیں۔ اُسے اپنے سکول کے پراجیکٹ کیلئے کچھ خریدنا تھا۔ اور ابا روز کی طرح اس وقت آفس میں ہی تھے۔ یہ ہی موقع تھا نور سے بات کرنے کا۔

"نور تم نے میری میلز کیوں دیکھی؟" نور اپنے لئے فنگر چپس بنا رہی تھی۔ جب ہاشم نے اُسے پکارا۔

"تم بھی تو میری میلز دیکھتے ہو" جواب دوٹوک تھا۔

"میں؟ کب؟" اُس نے حیرانی سے پوچھا۔

"اور تمہیں کیوں لگا کہ میں تمہاری میلز دیکھوں گی؟"

"اگر تم نے میل دیکھ ہی لی تھی تو امی سے جھوٹ کیوں بولا؟" انداز دوٹوک تھا۔

"مجھے واقعی سمجھ نہیں آرہی کہ تم کیا کہہ رہے ہو" وہ گرم تیل میں آلو ڈالتے ڈالتے رُکی اور گرم چمچا اُس کی طرف بڑھایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب اگر تم نے کوئی اُلٹی سیدھی بات کی تو یہ سیدھا تمہارے منہ پر دے ماروں گی" ہاشم دو قدم پیچھے ہٹا۔

"پلیز امی کو بھی بتا دینا" اب کی بار انداز دوستانہ تھا۔

"اوکے بتا دونگی، مگر بتانا کیا ہے؟" وہ ہاشم کے مزید قریب ہوئی، تجسس بڑھ رہا تھا وہ بھی قریب ہو کر سرگوشی میں بتانے لگا "یہی کہ تمہارا دماغ گھٹنوں میں ہے" اور واپس کو بھاگا۔ نور کا دل چاہا کہ وہ واقعی گرم چمچا اُسکے منہ پر دے مارے۔

"ابا نے تمہارا لیپ ٹاپ لیا تھا۔ انہوں نے کوئی ضروری میل بھیجنی تھی۔ شائد انہوں نے ہی دیکھی ہو" اُس نے پیچھے سے آواز لگائی، ہاشم کے قدم وہیں زنجیر ہو گئے اور واپس کو مڑا۔

نور وہ میل دیکھتی تو اُس کا reaction یہ نا ہوتا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ اُس کے پاس نور کی بات کا یقین کرنے کے علاوہ کوئی چارا تھا۔

"تم جانتی ہو کیا؟"

"ہاں میں جانتی ہوں کہ میں بہت ذہین ہوں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ نہیں، بلکہ یہ کہ تمہارا دماغ گھٹنوں میں ہے، جس پر کوئی گہری چوٹ آئی ہے" نور اُسکا منہ دیکھتے رہ گئی۔

"بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے، کیا سمجھتے ہو تم خود کو؟" وہ بھی سنجیدہ ہو گئی۔

"میں کب سے تم سے پوچھ رہا ہوں، یہ بات تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی؟"

"کیونکہ تم نے یہ پوچھا ہی نہیں کہ تمہارا لیپ ٹاپ کسی نے استعمال کیا۔ تم تو بس مجھ پر الزام ہی لگا رہے تھے"

"اچھا، اچھا" وہ نور کے سامنے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تم نے ایک سوال کیا تھا، اِس سے پہلے؟" وہ اُس سے سوال دہرانے کا کہہ رہا تھا۔

"یہی کہ تم خود کو کیا سمجھتے ہو؟" نور نے اپنے ہاتھ باندھ لئے۔

"تم سے ہزار گنا بہتر" اب کی بار وہ مسکرایا اور وہاں سے بھاگ گیا۔ "ہاشم کے بچے!!!"

"تمہیں لڑاکا پھپھو کہیں گے" اُس نے جملہ مکمل کیا اور سیڑھیوں سے اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ نور کا دل چاہا کہ اُس کے سر میں گرم چمچا مارے مگر وہ دور جا چکا تھا۔

"ابا کیا میں اندر آسکتا ہوں؟" ہاشم ان کا دروازہ کھٹکھٹا کر پوچھ رہا تھا انہوں نے ایک نظر ہاشم پر ڈالی، وہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھا۔ بال پیچھے کو سیٹ تھے اور چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی تھی۔

"نہیں" لہجہ اسپاٹ تھا۔

"آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔ پلیز" وہ دونوں ہاتھ پیچھے باندھے کھڑا تھا۔

"جب تمہیں میری ہاں یا نہ سے فرق نہیں پڑتا تو پوچھ کر ٹائم برباد کیوں کر رہے ہو۔ آؤ اور جو کہنا چاہتے ہو وہ کہو۔" وہ مصروف لگ رہے تھے۔

"ابا آپ نے بتایا کیوں نہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ میں کیوں جا رہا ہوں" وہ اُن کے سامنے آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا تم نے پوچھا کہ میں جانتا ہوں یا نہیں؟" وہ بھی نور کے والد تھے۔

"آپ بتا تو سکتے تھے یا جانے سے منع کر سکتے تھے؟" اس نے کرسی تھوڑی آگے دھکیلی۔

"کیا میں نے تم سے پوچھا کہ تم کیوں جا رہے ہو؟" وہ ہلکا سا مسکرا رہے تھے۔

"نہیں نا؟ تو زہری سی بات ہے کہ میں جانتا ہوں ورنہ میں ضرور پوچھتا۔ اور ابھی میرے منع کرنے سے تم رک گئے؟ میرے منع کرنے کرنے سے اگر تم دروازے کے اُس پار نہیں رک سکے تو کراچی جانے سے رک سکتے تھے؟؟" اُنہوں نے دروازے کی طرف اِشارا کیا۔

"ابا آپ تو جانتے ہیں التمش کو وہ میرا سب سے اچھا دوست ہے، اُس وقت آپکو یہ اِس لئے بتایا کیونکہ نور بھی وہیں تھی اور وہ فوراً جا کر امی کو بتا دیتی، اور آپ تو جانتے ہیں کہ امی کو التمش کچھ خاص پسند نہیں ہے" وہ سانس لینے کو رُکا۔

"وہ اُسے تب سے ناپسند کرتی ہیں جب وہ 10 سال کا تھا اور امی کی باتیں جا کر اپنی امی کو بتایا کرتا تھا" اِس بات پر دونوں ہنسے۔۔

"ہاں، میں اُسے بھی اچھے سے جانتا ہوں اور تمہیں بھی، زیادہ صفائیاں دینے کی ضرورت

نہیں،اور میں یہ تمہاری امی کو بھی نہیں بتاؤں گا"انہوں نے چشمہ پہنتے کہا۔

اُن کو التمش بھی ہاشم جتنا ہی پیارا تھا وہ کبھی کبھار یہاں آتا تو ابا اُس کو اکثر کہتے کہ ہاشم کو بھی اپنی طرح کا بنا دو۔ہاشم اور التمش بچپن کے دوست تھے مگر پھر التمش کے آیا کراچی شفٹ ہو گئے۔اور تب سے وہ ہر دو تین مہینے بعد حیدر آباد آیا کرتا تھا۔ہاشم اور باقی گھر والوں سے ملنے۔ہاشم نور اور التمش تینوں ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے اور کراچی جا کر اُسکی ذہانت کو دیکھتے ہوئے وہاں کے پرنسپل نے اُسے ایک کلاس آگے کر دیا تھا۔اب التمش اپنے باپ کا بزنس سنبھال رہا تھا۔

"اور تم نے تین مہینے کیوں کہے؟"اب ابا کی تفتیش شروع ہو چکی تھی۔

"وہ میں بھی نہیں جانتا"اُس نے ہلکے سے شانے اچکائے اور ہنس دیا۔

Hello Hashim, Ami Abu kal umrah par ja rahe

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

hain. Abu ne shayed uncle ko bhi bataya ho , aur aisy mein main bilkul akela ho raha hun , bore hota rahunga .. Woh mujhy apna saara business bhi mujhy sambhalny ko de gaye hain , yeh tumhare liye bhi acha hoga agr tum aa jaao .. tumhein bhi business ka idea ho jayega. 21 dino ki hi baat hai-Ho Sake to tum a jana. Agr uncle ne ijazat na di to unko kehna ke tum mere pass aa rahy ho , woh mujhy bhi to hamesha kehty hain ke tumhein bhi kuch sikhaun ... Mera phone khrab hai is wjah se laptop se email bhej raha hun ta ke tum ready raho , baqi batein phone par kreingy bye.....Altamash

Clubb of Quality Content

september1

اعزاز صاحب نے ہاشم کے ابا کو کچھ دن پہلے بتایا تھا کہ وہ عمرہ پر جا رہے ہیں اور سارا بزنس التمش سنبھالے گا۔اس لیے وہ بھی پچھلے کچھ دِنوں سے بار بار ہاشم کو اپنا بزنس سنبھالنے کو کہہ رہے تھے۔ہاشم کو بزنس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ مگر وہ اپنے دوست کو کبھی انکار نہیں کریگا۔اور اچھا چھا ہی ہے اگر ہاشم چند ہفتوں کیلئے چلا جائے۔شائد واپسی پر وہ میرا آفس بھی آکر سنبھال لے۔

وہ من ہی من یہ سب سوچ کر مسکرا رہے تھے۔وہ اپنی میل بھیجنے کیلئے ہاشم کا لیپ ٹاپ لائے تھے مگر اب وہ اپنی میل بھیجنا بھول گئے تھے۔انہوں نے جلدی سے لیپ ٹاپ بند کیا اور واپس اُس کے کمرے میں رکھ آیا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

30اگست-منگل

وہ اپنے آنسو پینے کی کوشش کرتے کرتے وہاں سے مڑی اور باہر کو جانے لگی جب پیچھے سے اُسے کسی نے پکارا۔

"مائرہ، میں نے کہا کہ بیٹھو"

"اور آپ کون ہیں مجھے یہ کہنے والے؟"اُس نے پلٹے بغیر کہا۔

"مائرہ تم ایسا Behave کیوں کر رہی ہو جیسے تم مجھے جانتی ہی نہیں" وہ اُداسی سے اُسے پکار رہا تھا۔مائرہ اپنے آنسوؤں کو جزب کرتے پلٹی، تھوک اندر کو نِگلا۔

"میں کسی مصطفی کمال کو نہیں جانتی، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں یہاں کچھ پوچھنے آئی تھی جس کا جواب مجھے مل گیا ہے۔"

"بیٹھو اور میری بات سن کر جاؤ"اُس نے اُسی انداز میں کہا۔مائرہ سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ میں کسی مصطفٰی کمال کو نہیں جانتی"

"مگر میں تمہیں جانتا ہوں"اُس کے لہجہ میں بہت اپنائیت تھی۔

"کب سے؟" مائرہ کی آنکھیں بتا رہی تھی کہ وہ عنقریب رو دے گی۔

مگر وہ خود کو بہت مضبوط کر چکی تھی ان 2 سالوں میں۔

"پچھلے 6 سال سے" وہ اپنی انگلی میں پہنی انگوٹھی کو گھما رہا تھا۔ اُس کی آنکھیں بہت اُداس لگ رہی تھی

"مگر میں نہیں جانتی کہ مصطفی کمال کون ہے۔" وہ اُس کی آنکھوں سے آنکھیں نہیں ملا رہی تھی۔

"تم کسی مصطفٰی کمال کو نہیں جانتی، میں جانتا ہوں۔ مگر تم مجھے جانتی ہو۔" اُس کی لال آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جسے مائرہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"تم سِگار پیتے ہو؟" اُس نے ٹیبل پر پڑی سِگار کی ڈبی کو دیکھ کر پوچھا۔

"جب تنہائی باتیں کرتی ہے تو بہت کچھ پینا پڑتا ہے" وہ مسکرا رہا تھا۔ مگر اُس میں چھپی اُداسی مائرہ محسوس کر سکتی تھی۔

"تمہیں ماں کی یاد نہیں آتی؟" اب تک وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔ سوال بہت تھے اُسکے پاس مگر جواب آج ملنے تھے۔

"جب آتی ہے تو سوچتا ہوں کہ تم ہو اُنکے پاس تو دل کو تسلی رہتی ہے" وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے بہتر ماں کا خیال رکھ سکتی ہو"

مطلب کہ اُسے بھی ماں یاد آتی تھی۔ تو وہ ملنے کیوں نہیں آتا تھا؟؟؟

"احد تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟" اس نے احد کی نظروں سے نظر ملائی۔

"کیوں ایک دوغلی زندگی جی رہے ہو؟"

"احد؟ بہت عرصے بعد تمہارے منہ سے یہ نام سُنا، اچھا لگا" احد نے مائرہ سے نظریں چراتے کہا۔

"مصطفی کمال تو تمہارا دوست تھا نہ؟ وہ کہاں ہے؟" وہ صرف اتنا ہی جانتی تھی کہ احد کا کوئی دوست تھا جس کا نام مصطفٰی کمال تھا۔

"میں نہیں جانتا"

"تم مجھ سے اور اپنی ماں سے کیوں بھاگتے پھر رہے ہو؟"

"میں نہیں جانتا۔" اُس کے لہجے سے وہ اپنائیت جا چکی تھی۔

"ماں کو لگتا ہے کہ تم مجھے طلاق دے دو گے، کیا وہ ٹھیک کہتی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہیں؟" وہ یہ سوال کر کے اپنی اُمید کے ٹوٹنے سے ڈر رہی تھی۔ اگر اُس نے ہاں کہہ دیا تو

؟

"ہاں" سیکنڈ کے دسویں حصے میں ہی مائرہ کو لگا کے وہ سانس نہیں لے سکے گی۔

"تھینک یو التمش، اگر تم نہ ہوتے تو میں یہ سب اتنی آسانی سے نہ کر پاتا۔" وہ واٹس ایپ پر التمش کو میسج لکھ رہا تھا۔

مگر اُس سے اوپر ایک اور بھی لمبا سا میسج شو ہو رہا تھا، ایک لمبا سا پیراگراف۔ وہی پیراگراف جو التمش نے ہاشم کو بھیجا تھا میل پر مگر یہاں وہ میسج التمش نے نہیں، بلکہ ہاشم نے التمش کو بھیجا ہوا تھا۔

"مگر مجھے یہ سب ٹھیک نہیں لگ رہا" التمش کا فوراً جواب آیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"1 مہینے کی تو بات ہے۔ باقی سب میں تمہیں کراچی آکر سمجھاتا ہوں۔ اور تم نے کوئی جھوٹ تو نہیں بولا۔ انکل آنٹی تو عمرہ پر جا چکے ہیں۔ اسی بہانے تمہیں بھی company مل جائے گی" اب کی بار ہاشم نے چھت پر ٹہلتے ٹہلتے voice message بھیجا۔

"مگر انکل کو یہ سب fake نہ لگا ہو؟"

"نہیں fake تو نہیں لگا ہو گا۔ آخر script ہی اتنی اچھی لکھی تھی میں نے"

"ہاں بلکل، بہت اچھی"

"مگر تمہیں کیسے پتا تھا کہ انکل وہ میل دیکھیں گے؟"

"کیونکہ وہ ہفتے میں دو تین بار تو میرا لیپ ٹاپ تو استعمال کرتے ہی ہیں اپنی میلز بھیجنے کیلئے"

"اور جیسا کہ میں نے میل میں لکھا کہ انکل کو کہنا کہ تم میرے پاس آرہے ہو، تو تم ڈائریکٹ بھی انکل سے کہہ سکتے تھے، نہیں؟" ساتھ میں اُس نے سوچنے والا ایموجی لگایا۔

"اِس طرح اُن کو لگتا کہ تم میری حمایت کر رہے ہو، مگر اب وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ میں سچ میں تمہارے کہنے پر ہی آرہا ہوں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مگر تم آ کیوں رہے ہو؟ یہ تو بتاؤ"

"یہ تو میں تمہیں وہاں آ کر ہی بتاؤں گا"

"ایک آخری سوال، اگر میرا فون خراب تھا تو میں نے 1,2 انتظار کیوں نہیں کیا کہ فون ٹھیک ہو کر آ جائے تو تم سے آنے کا کہوں؟" اُس کے سوال ختم ہی نہیں ہو رہے تھے

"تم جانتے ہو کیا؟ تمہارا دماغ بھی گھٹنوں میں ہے" اُسے اب التمش پر غصہ آ رہا تھا

"میرا بھی؟ اور کس کا؟" اب وہ جان بُجھ کر ہاشم کو تنگ کر رہا تھا۔ مگر اب کی بار جواب نہیں آیا، وہ فون ہاتھ میں پکڑے کسی اور کو میسج کرنے لگا

30 اگست - منگل

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں" سیکنڈ کے دسویں حصے میں ہی مائرہ کو لگا کے وہ سانس نہیں لے سکے گی۔"اگر تم چاہو" مائرہ نے آنکھیں کھولیں تو اُس کا آنسو سیدھا بہتا اُس کی گود میں موجود موبائل پر جا گرا۔ تو اُس نے ہاتھ سے فون کی سکرین کو صاف کیا۔ اس سے فون کی لاک سکرین چمک اُٹھی اور سامنے احد کی تصویر تھی جو شاید احد نے نہیں دیکھی۔

"اور تمہیں کیا لگا کہ میں ایسا چاہوں گی؟"

"میں تمہاری زندگی کے 5 سال ضائع کر چکا ہوں میرے لیے یہ تک گِلٹ ہی کافی ہے۔"

"کسی کے 5 سال ضائع کرنے کا گلٹ، کسی کو مارنے سے زیادہ نہیں ہوتا" اُس نے بے یقینی سے مائرہ کو دیکھا۔

"ماں؟ ماں تو ٹھیک ہیں؟" اُس کے ذہن میں پہلا خیال ماں کا آیا۔ اور مائرہ؟ کیا وہ اُس کی گنتی میں آتی تھی؟ مگر کہاں؟

"ابھی تھوڑی دیر پہلے اگر تم ہاں کے بعد کچھ نہ کہتے تو مائرہ سلطان یہاں سے چل کے ناجا

پاتی"

"میں نے تمہیں اتنے سالوں میں کچھ نہیں دیا، سوائے دُکھ کے، تم کیوں ساری زندگی میرے نام کا پھندا اپنے گلے میں لگا کے رکھنا چاہتی ہو؟"

"تم میرے گلے کا پھندا نہیں، پاؤں کا سٹول ہو جو گر گیا تو میں لٹک جاؤں گی"

"مگر تم کیوں ساری زِندگی اِس سٹول پر انحصار رہنا چاہتی ہو؟"

"کیونکہ اس سے میں ماں کے ساتھ رہ سکوں گی۔ وہ تمہارے بغیر رہنا سیکھ چکی ہیں میرے بغیر نہیں رہ سکیں گی"

کیا وہ صرف اس لیے اُس سے طلاق نہیں لینا چاہتی تھی؟ ایک ایسے شخص کی ماں کیلئے؟

"لوگ مر بھی تو جاتے ہیں۔ تم میری ماں کیلئے اپنی زندگی خراب نہ کرو"

اُس نے مر جانے کا لفظ اتنی آسانی سے کیسے استعمال کر لیا؟ کیا اُسے ڈر نہیں لگتا تھا؟ مر جانے سے؟ اپنوں کے بچھڑ جانے سے؟ یا شاید وہ اس کا عادی ہو گیا تھا۔ مگر کیوں؟؟؟

"تمہاری ماں؟" اُسکی آنکھیں لال ہو گئی "صرف تمہاری ماں؟"

"میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ بات سمجھنے کی کوشش کرو"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہارا مطلب جو بھی تھا، اتنا جان لو کہ وہ تم سے زیادہ میری ماں ہیں کیونکہ میں اُنکو یوں چھوڑ کر نہیں بھاگی اور نہ کبھی اُنہیں چھوڑ کر جاؤں گی" وہ جذباتی ہو کر سوچ رہی تھی۔ مگر اِس سے حقیقت نہیں بدلتی۔

"تم جانتے ہو وہ روزانہ تمہیں یاد کرتی ہیں مگر جب وہ تمہارے واپس آنے کی دعا کرتی ہیں تو اُن کے اُٹھے رُک جاتے ہیں۔ پتہ ہے کیوں؟ اُن کو لگتا ہے کہ تم میری وجہ سے گھر چھوڑ کر گئے ہو اور یہ کہ تم اب کی بار آؤ گے تو مجھے طلاق دے کر جاؤ گے۔ اُن کو لگتا ہے کہ تم مجھ سے اپنا restaurant چھین لو گے"

"وہ صرف تمہاری نہیں، ہمارے سلامتی کی دُعا کرتی ہیں" وہ خاموش ہوئی تو سارے کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

"آئی ایم سوری، ہر اُس اذیت کیلئے جو میں نے تمہیں دی" وہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔ کیا اتنے سے ہی اُن اذیتوں سے مُداوا ہو سکتا تھا؟

"ماں سے ملنے کب آؤ گے؟" اُس کی آنکھوں میں اُمید سی تھی۔ اُس نے ایسا سوال نہیں

کیا جس کا جواب وہ ہاں یا نہ میں دے سکے۔۔

"جلد"

"مصطفیٰ کمال کہاں ہے؟" اُسے جاتے جاتے پھر سے مصطفیٰ کمال یاد آ گیا۔

"میں نہیں جانتا" اُس کا جواب وہی تھا۔

"تم نے مار دیا اُسکو؟" اُس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"میں نے کسی کو نہیں مارا"

"تو کہاں ہے وہ؟ جس کا نام تم پچھلے پتا نہیں کتنے سال سے استعمال کر رہے ہو؟"

"میں اُسکا انتظار کر رہا ہوں" اُس کا لہجہ نرم تھا۔

"کسی کا انتظار اُس کا نام استعمال کر کے نہیں کیا جاتا احد۔"

"میں یہ ضرور جانتی ہوں کہ تم کچھ غلط کر رہے ہو مگر میں روک نہیں سکتی۔ کیونکہ اِن گزرے ماہ و سال نے مُجھ سے وہ حق بھی چھین لیا ہے"

"تمہارا حق تم سے کوئی نہیں چھین سکتا، خود میں بھی نہیں" وہ بیگ لے کر وہاں سے اُٹھنے لگی تو احد نے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو پھر مجھے سچ سچ بتاؤ۔۔۔"

چلئے احد اور مائرہ کو دفتر میں چھوڑ کر، ہاشم اور نور کو لڑتا چھوڑ کر، ماں کو احد کیلئے پریشان چھوڑ کر، التمش کو اُس کے سوالوں میں گُم چھوڑ کر، ہم چلتے ہیں آج سے 6 سال پہلے جب احد اور مائرہ کی کہانی شروع ہوئی تھی۔۔۔

Clubb of Quality Content

6 سال قبل:

03 مئی 2018۔ کراچی

یہ صبح بھی ہر صبح کی طرح تھی۔ وہی مئی کی تیز دھوپ، جو شہر کی گلیوں میں اپنی پوری طاقت سے پھیل رہی تھی، وہی پرندوں کی آوازیں جو درختوں کی ٹہنیوں سے آ رہی تھیں، اور وہی موٹر سائیکلز کا شور جو سڑکوں پر دوڑتا ہوا جا رہا تھا۔ سارا ماحول بے پرواہ تھا، جیسے دنیا اپنی جگہ پر چل رہی ہو، جیسے کچھ بھی نہیں بدل رہا ہو۔ اگر کچھ بدلنا تھا تو وہ تھی مائرہ کی زندگی....

آج مائرہ کا آخری پیپر تھا اور ہمیشہ کی طرح آج بھی اُس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُس کا پیپر بہت اچھا ہوا۔ اُس کا چہرہ آج کی مائرہ کی نِسبت کافی کم عمر لگ رہا تھا۔ یہ اس کا آخری سمیسٹر تھا۔ اور اس کے بعد وہ اپنے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کے لیے قدم اٹھانے والی تھی۔ اس کے دماغ میں بے شمار آئیڈیاز بھرے ہوئے تھے، لیکن اُسے اپنی کامیابی کے لیے پارٹنر کی ضرورت تھی۔ وہ بزنس شروع کرنے کی تیاری میں تھی، لیکن ابھی تک اُس کے سامنے وہ راستہ واضح نہیں تھا جو وہ چاہتی تھی۔ اس لیے اُسے رزلٹ کا انتظار تھا۔ کچھ دن بعد رمضان شروع ہو رہا تھا، اور ایسے میں گھر سے باہر نکلنا مشکل ہو رہا تھا، لیکن اس سال کا رمضان مائرہ کے لیے کچھ خاص تھا۔ وہ اور اُس کی امی عمرہ کرنے جا رہے تھے۔ 7 دن مکہ اور

7 دن مدینہ کا سفر، یہ ایک ایسا موقع تھا جسے وہ کبھی نہیں بھول سکتی تھی۔

"آج ایک فیملی آرہی ہے تمہیں دیکھنے۔" وہ کھانا کھا رہی تھی جب اُسکی امی نے اُسے بتایا۔

"مگر امی ابھی تو میں نے اپنا بزنس شروع کرنا ہے۔ میں اتنی جلدی شادی نہیں کر سکتی" مائرہ کی آنکھوں میں حیرانی تھی۔

"شادی کرنے کو کون کہہ رہا ہے؟ ابھی تو صرف وہ لوگ آرہے ہے ہیں۔ اگر ہمیں پسند آگئے تو بات پکی کر دیں گے" اُس کی امی نے اُس سے کہا اور اُس کے پاس آکر بیٹھ گئیں۔

"اور اگر اُنہوں نے شادی کرنے پر زور دیا تو؟" وہ واقعی پریشان تھی۔

"تم ایک دفعہ اُن سے مل کر تو دیکھو، اگر تمہیں وہ اچھے لگے تو ہی ہاں کرینگے" وہ بہت پیار سے اُسے سمجھا رہی تھیں۔

اُن کے گھر میں صرف وہ اور مائرہ ہی رہا کرتے تھے۔ ابا کو گزرے کافی برس ہو گئے تھے۔ اُن کی چند دُکانیں تھی جن کو مائرہ کی امی نے اُن کی وفات کے بعد کرائے پر دے دیا تھا اور اُن سے ہی ان دونوں کا بہت اچھا گزر بسر ہو رہا تھا۔

"اچھا تب کی تب دیکھی جائے گی" وہ ماں کو تنہا چھوڑنے سے ڈرتی تھی۔ مگر ماں کے سامنے ایسا کچھ نہیں کہتی تھی۔

5 بجے کے قریب احد سلطان اور فریدہ بیگم اُن کے دروازے پر تھے۔ احد تب ایک اچھی جاب کیا کرتا تھا۔ اور عنقریب اپنا بزنس سٹارٹ کرنے کا سوچ رہا تھا۔

رسمی علیک سلیک کے بعد انہوں نے اپنی بات شروع کی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ فضول رسموں میں ہم وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے ہم گھر میں دو لوگ ہی رہتے ہیں۔ اسی لیے ہم کسی سے مشورہ کرنے کیلئے بھی وقت نہیں مانگیں گے۔ مائرہ ہمیں تصویر دیکھتے ہی پسند آگئی تھی۔ اور آج ہم یہاں صرف ہاں کرنے آئے ہیں" وہ ایک لمحے کو ٹھہریں۔

"البتہ آپ لڑکی والے ہیں۔ آپ کا بھی حق ہے ہمارے بارے میں جاننا۔ آپ جتنا وقت

چاہیں لے سکتے ہیں"ان کے لہجے میں اپنائیت تھی، جو مائرہ کو اچھی لگی۔

"آپ کے آنے کا بہت شکریہ، مگر ابھی مجھے تھوڑا سا وقت درکار ہے میرے بھائی کراچی سے باہر ہوتے ہیں۔ میں اُن سے مشورہ کر کے آپ کو بتاؤں گی۔" انہوں نے بات مکمل کر کے مائرہ کو نہیں دیکھا۔ مگر مائرہ اُن کو ہی گھور رہی تھی۔ (اُن کو بتانے کی کیا ضرورت- تھی کہ آپ کا ایک so called بھائی بھی ہے)۔

"جی جی ضرور مگر آپ جب ہمارے گھر آنا چاہیں آسکتی ہیں۔ اور مائرہ کو بھی ساتھ لائیے گا ، وہ بھی اپنا گھر دیکھ لے گی۔" احد یہ سُن کر ہلکا سا مسکرایا۔

"ابھی ہمیں اجازت دیں، اُمید ہے پھر ضرور ملیں گے۔" وہ اور احد اکٹھے کھڑے ہو گئے ۔نکلنے سے پہلے اُنہوں نے مائرہ کو گلے لگایا

"میری بیٹی اپنا بہت سارا خیال رکھنا" اور اُس کا ماتھا چُوما۔ مائرہ نے ایک نظر احد کو دیکھا۔ احد بھی اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی آنکھیں ٹکرائی۔ وہ فوراً سے آنٹی کی طرف متوجہ ہو گئی ۔"آپ بھی"

احد ہلکا سا مسکرایا اور وہاں سے باہر نکل آیا۔

اُن کے باہر نکلتے ہی وہ فوراً سے ماں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"امی کیا ضرورت ہوتی ہے۔ ہر ایک کو یہ بتانے کی کہ آپ کا کوئی بھائی بھی ہے، پچھلے 20 سال سے آپ اُن سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ مگر اُنہوں نے کبھی آپ سے بات نہیں کی۔" اس کے لہجے میں نفرت تھی اپنے so called ماموں کیلئے.

"غلطی بھی تو میری ہی تھی۔ اور وہ کب تک ناراض رہیں گے مجھ سے، بہن ہوں میں اُنکی۔"

"جو پچھلے 20 سال سے ناراض ہیں وہ اگلے 20 سال بھی آسانی سے ناراض رہ سکتے ہیں" اُس کے پاس ماں کو دینے کیلئے کوئی تسلی نہ تھی۔ اس نے کبھی اپنے ماموں کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ 21 سال کی ہو چکی تھی۔ اور جب وہ 1 سال کی تھی تب ایک حادثے میں اُس کے نانا نانی کا انتقال ہو گیا تھا۔ تب سے اُن کے ماموں کے گھر کے دروازے اُن کیلئے بند تھے۔

"پسند کی شادی کرنا گناہ نہیں ہوتا اور آپ نے شادی کوئی بھاگ کر نہیں کی تھی بلکہ نانا نانی کی مرضی سے کی تھیں۔ اب اُنہوں نے اِسے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ہے۔ اور ہماری زندگی اُن کے بغیر بھی بہت اچھی گزر رہی ہے۔" وہ کچھ سیکنڈز کیلئے خاموش ہوئی

"اور آپکو میری قسم آپ اس کے بعد اُن کو فون نہیں کرئینگی۔"

"آج تمہارے رشتے کیلئے جو لوگ آئے وہ کیا سوچیں گے ہمارے بارے میں کہ ایک بھائی ہی ہے وہ بھی ناراض اُن کی جگہ جو بھی ہو وہ یہی سوچے گا۔" وہ بہت پریشان تھیں۔

"وہ جو بھی سوچیں، یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے، اگر رشتہ ہونا ہوا تو ہو جائے، مگر اِس کے بعد آپ کبھی ذکر نہیں کریں گی کہ آپکا کوئی بھائی بھی ہے۔" اُس نے دوٹوک بات کی۔

"تمہیں کیسے لگے یہ لوگ؟" اُنہوں نے بات بدلنے کی کوشش کی۔

"ٹھیک تھے" وہ مزید کچھ نہیں کہنا چاہتی تھی۔ اپنی ماں کے بھائی کے ذکر پر اُس کا موڈ خراب ہو چکا تھا جو مسرت کو دِکھ رہا تھا۔

"تو میں اُن سے بات کر رہی ہوں، اس ہفتے کو ہم چلیں گے اُن کے گھر۔" وہ مطمئن نظر آ رہی تھیں۔

"جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔" اتنا کہہ کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہفتے کے دن مائرہ اور اُسکی امی احد سلطان کے گھر گئیں تھی اور فریدہ بیگم کا رویہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا آپ نے کچھ دن پہلے دیکھا۔البتہ احد آج اُس دن سے کچھ زیادہ حَس مکھ نظر آرہا تھا۔

"احد بیٹے آپ مائرہ کو گھر دکھادیں۔ہمارے بیچ بیٹھ کر آپ دونوں بور ہو رہے ہوں گے "فریدہ بیگم نے دھیرے سے احد کو پکارا۔

"Sure، چلیں؟"اُس نے ایک نظر مائرہ کو دیکھا۔

وہ سادا کالے رنگ کا سوٹ پہنے تھی۔چہرے پر میک اپ کے نام ہلکی سی لِپ سٹِک لگی تھی۔پاؤں میں کالے رنگ کی ہیلز اور ہاتھ میں بھی کالے رنگ کا پرس۔وہ ہمیشہ ایسی میچنگ نہیں کرتی تھی مگر آج کی تھی۔

احد اُسے اپنا گھر دکھا رہا تھا اور اب وہ دونوں ٹیرس پر پہنچ چکے تھے۔

"تو کیسا لگا آپ کو ہمارا گھر؟؟"اُس لمبی خاموشی کو توڑنے والا احد تھا۔

"بہت اچھا"اب وہ احد کو دیکھ رہی تھی۔

"اور میں؟"وہ مسکرا رہا تھا۔

"وہ میں امی کو بتا چکی ہوں۔ وہ آپ کی امی کو بتا دیں گی۔"

اب وہ نیچے دیکھنے میں مصروف تھی۔

"آپ کو کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ سکتی ہیں۔" وہ بھی اب نیچے دیکھ رہا تھا۔ سامنے اُن کا لان تھا اور وہاں مختلف سبزیاں لگائی گئی تھی۔

"کیا یہ رشتہ آپ کی مرضی سے ہو رہا ہے؟" اس نے ایک نظر احد کو دیکھا اور پھر نیچے دیکھنے لگی۔

"حالانکہ ایسے سوال لڑکیوں سے پوچھے جاتے ہیں۔" وہ ہلکا سا مُسکرایا۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں تھا۔" وہ بالکل سنجیدہ تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ مڑا اور ایک نظر مائرہ کو دیکھا "دیکھیں میری وہی مرضی ہے جو میری ماں کی ہے۔ ایسے لڑکے کو اکثر لوگ mummy's boy کہتے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ میری ماں نے مجھے کتنی مشکلوں سے پالا ہے۔ میں 3 سال کا تھا جب میرے ابا نے میری ماں کو طلاق دے کر دوسری شادی کر لی۔ ماں بھی چاہتی تو دوسری شادی کر سکتیں تھیں۔ مگر انہوں نے

میرے مستقبل کیلئے ایسا کوئی قدم نہیں اُٹھایا۔"

مائرہ بھی اب اُسے ہی ہے دیکھ رہی تھی۔

"رشتے دار اُن کے ہوتے ہیں جن کے پاس پیسے ہوتے ہیں۔ ہمارے پاس دونوں ہی نہیں تھے۔ میری ماں پڑھی لکھی تھی اور علم کی روشنی سے اندھیروں کا سفر کم ہو جاتا ہے۔ اور میری ماں کی جگہ کوئی اور ہوتی تو شاید اس اندھیرے کے سفر سے ڈر کے اپنا راستہ اور منزل دونوں بدل لیتی۔" اُس کے لہجے میں اپنی ماں کیلئے فخر تھا جسے وہ محسوس کر سکتی تھی ۔ وہ احد سلطان کو اتنا گہرا نہیں سمجھ رہی تھی۔

"ہر ایک کی زندگی میں کوئی ایسا شخص ضرور ہوتا ہے جس کیلئے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے، میری زندگی میں وہ شخص میری ماں ہے اور مجھے ہمیشہ سے ایسی لڑکی کی خواہش تھی جو میری ماں جتنی بہادر ہو۔ اور آپ میں مجھے وہ بہادری دِکھی۔"

اس کی جیب میں موجود فون بجا، شاید کسی کا میسج آیا تھا۔ وہ "سوری، ایک منٹ پلیز" کہہ کر وہ وہاں سے ہٹ گیا۔

-"اب آپ بتائیں، کیا یہ رشتہ آپ کی مرضی سے ہو رہا ہے؟" واپس آنے پر اُس نے

پوچھا اور ہلکا سا مُسکرایا۔

"آپ کی اور میری ماں نے ایک جیسی مشکلات دیکھی ہیں۔ میرے ابا کے انتقال کو 13 سال ہو گئے۔ میں تب 8 سال کی تھی۔ میری ماں بس اتنا ہی پڑھی لکھی تھیں کہ کسی دفتر میں جانا ہوتا تو وہ اچھے سے بات کر سکتی تھی۔ البتہ وہ کسی دفتر میں کام نہیں کر سکتی تھیں۔ ہماری چند دُکانیں ہیں مین مارکیٹ میں، انہی سے ہمارا بہت اچھا گزر بسر ہو رہا ہے۔ رمضان میں، میں اور امی عمرہ پر جا رہی ہیں۔" اُس نے آخری بات مسکرا کر بتائی۔

"میری امی کے ایک بھائی ہیں۔ جو 20 سال سے ہم سے رابطہ میں نہیں ہیں۔ میری امی کی شادی نانا نانی کی مرضی سے ہوئی تھی مگر ماموں کو ابا شروع سے ہی پسند نہیں تھے اور اس بات کو اُنہوں نے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ہے۔ امی اکثر ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتی ہیں مگر وہ بات نہیں کرنا چاہتے، ہم بھی آپ کی طرح دو ہی ہیں"

"مگر یہ میرے سوال کا جواب نہ تھا۔" اب کی بار دونوں ہنسے۔ اتنے میں فریدہ بیگم کی آواز آئی کہ نیچے آجاؤ۔

جب مائرہ اور اُس کی امی جانے لگے تو اُس کی امی نے کچھ دن کا وقت مانگا۔ دونوں گھر

جانتے تھے کہ جواب ہاں ہی ہو گا مگر وہ یہ روایت برقرار رکھنا چاہتے تھے۔مائرہ نے احد کو دیکھا،وہ آج بھی اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔لمحے میں کچھ تھا جو ان دونوں کے درمیان بے آواز طور پر گزر گیا تھا،جیسے ان کی زبانوں نے الفاظ ادا نہ کیے ہوں مگر آنکھوں نے بات منتقل کر دی ہو۔

"مگر یہ جواب آپ کو رمضان سے پہلے دینا ہو گا"اُس لمحے کی خاموشی کو فریدہ بیگم کی آواز نے توڑا۔

رسمی خدا حافظ کرنے کے بعد احد اور فریدہ بیگم اندر آ گئے۔فریدہ بیگم اُس سے باتیں کر رہی تھیں مگر وہ اپنے خیالوں میں گُم تھا۔

ٹھیک دو دن بعد مائرہ کی امی نے فریدہ بیگم کو فون کر کے ہاں کر دی۔فریدہ بیگم چاہتی

تھیں کہ رمضان سے پہلے ہی چھوٹی سی رسم ہو جائے۔البتہ شادی جب دونوں بچوں کی مرضی ہوئی تب کر لیں گے۔ مگر مائرہ کی امی چاہتی تھیں کہ شادی بھی جلد ہی ہو جائے۔کچھ تھا جو اُن کو بے چین کر کے رکھتا تھا یا شاید یہ اُن کا وہم تھا۔

آج پہلا روزہ تھا اور ٹھیک دو دن بعد مائرہ اور اُس کی امی نے عمرہ کیلئے جانا تھا۔اور پھر 15 دن بعد اُن کی واپسی تھی۔اُن کی عید پاکستان میں ہی ہونی تھی۔

جب وہ اٹھی تو اُس کی امی سحری بنا رہی تھیں۔آسمان پر نرم و ملائم چاند کی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی،وہ چاند جو ابھی اپنی دوسری رات میں تھا۔اس کا چمکنا مدھم تھا،جیسے اس نے ابھی اپنی روشنی کو پوری طرح سے دریافت نہیں کیا ہو۔آسمان میں اس کے ارد گرد ایک نرم سی دھندلائی ہوئی روشنی پھیل گئی تھی،جو زمین پر پھیلے سکوت میں ایک پُر سکون سی گونج پیدا کر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رہی تھی۔

رات کا سکوت ابھی تک برقرار تھا، جیسے وقت نے خود کو روکا ہوا تھا۔ستارے چمک رہے تھے، مگر چاند کی ہلکی روشنی میں وہ محو ہو گئے تھے۔ہوا میں سردک اور تیزی تھی، مگر ساتھ ہی ایک نرم سی ٹھنڈک تھی جو دل کو سکون دیتی تھی۔مائرہ نے خاموشی سے اپنی امی کے قریب آکر ان کے ساتھ سحری کا آغاز کیا۔

اُسے لگا کہ ماں کا چہرہ تھوڑا مرجھا سا رہا تھا۔اس نے بخار چیک کرنے کیلئے اُن کے ماتھے کو چھوا۔

"امی آپ کو تو بخار ہو رہا ہے، آپ بیٹھیں میں ابھی فریش ہو کر آتی ہوں۔ پھر سحری بناتی ہوں"اُس نے نوٹ نہیں کیا کہ اُس کی امی سحری بنا چکی ہیں۔بس چائے رہتی ہے۔

"نہیں بیٹا میں ٹھیک ہوں، تم بس یہ سب کچھ ٹیبل پر لگا دو۔وہاں ساتھ میں فریش جوس بھی پڑا تھا جو انہوں نے مائرہ کیلئے بنایا تھا۔البتہ وہ خود صرف چائے پیا کرتی تھیں، جو مائرہ کو پسند نہیں تھی۔

"امی آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں اُٹھایا۔آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔آپ روزہ نہ رکھیں"اُس کی بات پر ماں نے اُسکو گھور کر دیکھا۔

"روزہ رکھنے کیلئے طبیعت کی نہیں، ایمان کی ضرورت ہوتی ہے۔ پتہ نہیں کتنے لوگ ہوں گے جو مجبور ہوں گے مگر پھر بھی اس وقت روزہ رکھ رہیں ہوں گے۔ شاید اُن کے پاس پانی کے علاوہ کچھ نہ ہو۔ اور میرے پاس اتنی سہولیات موجود ہیں۔ اور ذرہ سے بخار کی وجہ سے روزہ چھوڑ دوں؟" مائرہ نے جواب نہیں دیا وہ جانتی تھی کہ ماں اُسکی بات نہیں مانیں گی۔ سحری کرنے کے بعد ماں نے مائرہ سے کوئی سر درد کی گولی مانگی اور مائرہ نے انہیں لا دی وہ جانتی تھی کہ ماں اُسکی بات کبھی نہیں مانتی۔ خاص طور پر جب بات نماز یا روزے کی ہو۔

"اچھا امی اب آپ آرام سے سو جائیں۔ فجر کی نماز پھر قضا کر لیجئے گا۔" وہ جانتی تھی کہ ماں نہیں مانیں گی مگر آخری کوشش سہی۔

"بیٹا، نماز مشکل نہیں ہوتی، وضو کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے میں ہمیشہ باتھ روم سے وضو کر کے نکلتی ہوں۔ تاکہ جب بھی اذان ہو تو میں فوراً نماز پڑھ سکوں۔" مائرہ خاموشی سے اُنہیں سُنتی گئی۔ بولی کچھ نہیں۔ اُسے ماں سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا تھا۔ اور آج اُس نے یہ سیکھا تھا کہ نماز پڑھنا مشکل نہیں ہوتا، وضو کرنا مشکل ہوتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُن کا رمضان بہت اچھے سے گزر گیا۔ عید بھی اچھے سے گزر گئی۔ مگر ماں کو اپنی صحت کا بھروسہ نہ تھا۔ اُن کو عجیب عجیب وسوسے آتے تھے اور اب وہ چاہتی تھی کہ مائرہ اپنے گھر کی ہو جائے۔ مگر وہ لڑکی کی ماں تھیں۔ ایسی بات اپنے منہ سے نہیں کر سکتی تھیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ احد کی ماں شادی کی بات کریں۔ مگر وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ مائرہ اتنی جلدی شادی کیلئے نہیں مانے گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دن بعد، فریدہ بیگم مائرہ کی امی سے ملاقات کے لیے مائرہ کے گھر آئیں۔ اُس دن کا موسم کچھ الگ ہی تھا، ہوا میں ہلکی سی ٹھنڈک اور آسمان پر سورج کی نرم کرنیں تھیں۔ فریدہ بیگم کا انداز ہمیشہ کی طرح نرم اور پر تحمل تھا۔ وہ مائرہ کی امی کے ساتھ بیٹھیں اور باتوں کا آغاز کیا۔

"اب میں چاہتی ہوں کہ میری بیٹی میرے گھر آجائے۔" فریدہ بیگم نے دھیرے سے کہا، ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں مائرہ کے لئے محبت تھی جو صرف ایک ماں کے دل میں اپنے بچوں کے لیے ہوتی ہے۔

مائرہ کی امی نے سر ہلایا، لیکن ان کے چہرے پر کچھ غمگیں سی مسکراہٹ تھی۔ وہ جانتی تھیں کہ اس بات کا مطلب تھا کہ ایک نیا باب شروع ہو رہا تھا، مگر وہ بھی اچھی طرح سے جانتی تھیں کہ مائرہ اتنی جلدی کبھی نہیں مانے گی۔

"چاہتی تو میں بھی یہی ہوں کہ مائرہ جلد از جلد اپنے گھر کی ہو جائے، مگر مجھے لگتا ہے کہ مائرہ نہیں مانے گی،" مائرہ کی امی نے تھوڑی دیر کے بعد کہا۔ ان کی آواز میں ایک نرم سی فکر تھی، جیسے وہ جانتی تھیں کہ مائرہ کے لیے یہ تبدیلی بہت بڑی ہو گی۔

"آپ اُس سے بات کر کے دیکھیں، ہو سکتا ہے کہ وہ مان جائے۔" اُن کا لہجہ بہت نرم تھا، اور ساتھ ہی ایک امید بھری چمک بھی تھی۔

"جی، میں ضرور اس سے بات کرنے کی کوشش کروں گی،" مائرہ کی امی نے کہا، اور ان کی آواز میں ایک عزم تھا۔ وہ چاہتی تھیں کہ ان کی بیٹی خوش ہو، اور اگر مائرہ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ اُس کے لیے صحیح وقت ہے، تو وہ اُس کے فیصلے کا احترام کریں گی۔ مگر وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ زندگی کے اس موڑ پر مائرہ کے لیے ہر بات میں اس کی رضا کا ہونا اہم ہو گا۔

باتوں کا سلسلہ جاری رہا، مگر دونوں خواتین کے درمیان خاموشی میں ایک گہری سمجھ آ گئی تھی۔ دونوں جانتی تھیں کہ یہ صرف ایک رسمی گفتگو نہیں تھی، بلکہ ایک نئے آغاز کی طرف ایک قدم تھا۔ مائرہ کے لیے یہ فیصلہ ایک چیلنج ہو سکتا تھا۔

مائرہ کی امی کی آنکھوں میں ایک عجیب سی مایوسی اور امید کا امتزاج تھا۔ وہ جانتی تھیں کہ یہ فیصلہ مائرہ کے ہاتھ میں ہے، مگر دل کی گہرائیوں میں ایک امید بھی تھی کہ شاید یہ وقت آ ہی جائے جب مائرہ ایک نئی زندگی کی طرف قدم بڑھائے۔

"ہمیں تو بس مائرہ کا فیصلہ چاہیئے۔" فریدہ بیگم نے پھر سے کہا۔

"مگر امی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" مائرہ یکدم اُن کی بات سن کر کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے چہرے پر الجھن اور پریشانی واضح تھی، جیسے کسی نے اس کی دنیا الٹ دی ہو۔

"کیا مطلب کیسے ہو سکتا ہے؟ ہر لڑکی کو ایک دن رخصت ہو کر اپنے گھر جانا ہوتا ہے۔ اس میں حیرانی والی کیا بات ہے؟" وہ بھی اپنی جگہ سے اُٹھیں اور مائرہ کے سامنے آ کھڑی ہوئیں۔

"مگر آپ نے تو کہا تھا کہ ابھی صرف بات پکی کریں گے، شادی کچھ سال بعد ہو گی۔ اور ابھی مجھے میرا ذاتی ریسٹورنٹ بھی بنانا ہے۔" مائرہ نے گہری سانس لی جیسے اپنے دل کا بوجھ ہلکا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کر رہی ہو۔

"آپ جانتی ہیں کہ میں اس بارے میں کتنی جذباتی ہوں۔ میں ابھی ایسا کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتی!" اس کے الفاظ سخت تھے، مگر لہجے میں التجا بھی شامل تھی۔

وہ وہاں سے جانے کے لیے پلٹی ہی تھی کہ ان کی آواز نے اسے روک لیا۔

"مگر میں نے تمہاری ساس سے بھی بات کی ہے۔ اُن کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ احد بھی اپنا بزنس شروع کرنا چاہتا ہے۔ تم اُسے اپنا آئیڈیا بھی بتاؤ، ہو سکتا ہے اُسے پسند آجائے اور تم دونوں مل کر اپنا ریسٹورنٹ بنالو۔" وہ اپنی کرسی پر واپس بیٹھ گئیں، مگر ان کی نظریں مائرہ کے چہرے پر جمی تھیں۔

مائرہ لمحہ بھر کے لیے رکی، پھر آہستہ آہستہ واپس آکر کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے گہری نظر اپنی ماں پر ڈالی، جن کی آنکھوں میں فکر اور محبت کی پرچھائیاں تھیں۔

"مگر امی، میں نے جو خواب آپ کے ساتھ دیکھے ہیں، میں اُنہیں آپ کے ساتھ ہی پورا کرنا چاہتی ہوں۔" اُس نے بڑی نرمی سے بات کی، جیسے اپنی بات کو ان کے دل میں جگہ دینے کی کوشش کر رہی ہو۔

انہوں نے چند لمحے خاموشی سے اس کی بات سنی، پھر بولیں، "تو کیا ابھی صرف نکاح کر لیں؟ اس سے تم احد کے ساتھ کوئی کام شروع کرنے میں جھجکو گی نہیں؟"

مائرہ نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔ان کے سوال میں کوئی زبردستی نہیں تھی، بس ایک ماں کی امید تھی جو اپنی بیٹی کو محفوظ دیکھنا چاہتی تھی۔

وہ کچھ دیر خاموشی سے سوچتی رہی۔کمرے میں صرف گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز گونج رہی تھی۔

"میں احد سے اس بارے میں بات کروں گی، پھر آپ کو بتاؤں گی۔" اس نے آخر کار دھیرے سے کہا، مگر اس کی آواز میں کوئی ٹھہراؤ نہ تھا۔وہ جانتی تھی کہ یہ فیصلہ صرف اس کا نہیں، بلکہ ان خوابوں کا بھی تھا جو اس نے ماں کے ساتھ مل کر دیکھے تھے۔

ماں نے کچھ نہیں کہا، بس اسے دیکھتی رہیں۔ان کی آنکھوں میں ممتا اور تحفظ کی جھلک تھی، اور شاید ایک غیر محسوس سا خوف بھی، کہ کہیں یہ فیصلے مائرہ کو ان سے دور نہ لے جائیں۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔ریستوران کا ماحول پرسکون اور ہلکی موسیقی سے مزین تھا۔ہوا میں کافی کی خوشبو تھی اور شیشے کے پار شہر کی روشنیاں جھلملا رہی تھیں۔مائرہ نے نیلے رنگ کی فراق پہنی تھی جو اس کے سادہ مگر دلکش انداز کو نمایاں کر رہی تھی۔احد نے بھی نیلا لباس پہن رکھا تھا۔دونوں کو اندازہ نہیں تھا کہ ان کے رنگوں کی یہ ہم آہنگی اتفاقیہ تھی یا دل کی کسی غیر مرئی ڈور نے یہ بندھن باندھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

احد نے ویٹر کو ہاتھ کے اشارے سے بلایا، اور کہا، ''دو کافی پلیز۔''

مائرہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور نرمی سے بولی، ''سوری، میں کافی نہیں پیتی۔''

احد، جو ویٹر کی طرف دیکھ رہا تھا، ایک لمحے کو رکا اور پھر اس کی طرف پلٹ کر مسکرایا۔

''میں جانتا ہوں کہ آپ کافی، چائے وغیرہ نہیں پیتی۔ آپ کو فریش جوس پسند ہے۔'' اس کے لہجے میں اعتماد تھا، جیسے یہ کوئی عام بات ہو۔ ''مگر یہ دو کافی میرے لیے ہیں۔ اب آپ ان سے پوچھ لیں کہ آپ کیا لیں گی۔''

مائرہ اسے حیرت سے دیکھتی رہی۔ یہ کیسا آدمی تھا جو اتنی آسانی سے اس کی پسند و ناپسند جان چکا تھا؟ وہ ویٹر کی طرف متوجہ ہوئی اور دھیرے سے کہا،

''میں کچھ نہیں لوں گی، شکریہ۔''

ویٹر چلا گیا تو احد نے بھی زور نہیں دیا۔ وہ دونوں چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئے۔ ریستوران کے ماحول میں اب صرف موسیقی اور دور کہیں کھانے کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

''آپ کو کیسے پتہ کہ میں چائے، کافی نہیں پیتی؟'' مائرہ نے بالآخر خاموشی توڑی، اس کی نظریں سیدھی احد پر تھیں، جو اُسی لمحے اُسے دیکھ رہا تھا۔

''کیونکہ آپ کی اسکن بہت فئیر ہے اور چہرہ چمک رہا ہے۔'' احد نے بے ساختہ کہا۔

مائرہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا، ''دنیا میں بہت سے لوگ چائے پیتے ہیں، مگر پھر بھی سفید ہیں۔''

احد ہلکے سے مسکرایا۔ ''چہرے کے چمکنے اور سفید ہونے میں فرق ہے، مائرہ۔'' وہ جھکا اور دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھ دیے، جیسے کوئی اہم بات بتانے والا ہو۔

''کیسا فرق؟'' مائرہ کے چہرے پر دلچسپی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

''اگر آپ کا چہرہ گلو کرتا ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ پوری طرح ہائیڈریٹڈ ہیں اور صحت مند بھی۔ اور صحت مند آپ تبھی ہوتے ہیں جب آپ صحت مند کھاتے ہیں۔ کیفین کوئی صحت مند آپشن نہیں ہے۔''

وہ اس کی بات غور سے سنتی رہی۔ ''اور سفید رنگ ہونا بھی ایسا ہی ہے جیسے کالا رنگ ہونا۔ اگر آپ اچھا کھاتے پیتے ہیں، تو آپ کا چہرہ گلو کرتا ہے، چاہے وہ کالا ہو یا گورا۔''

اتنے میں ویٹر کافی لے آیا۔ احد نے ایک کافی مائرہ کی طرف بڑھائی۔

''میں کافی نہیں پیتی۔'' اس نے جیسے یاد دہانی کروائی۔

احد نے ہلکے سے شانے اچکائے۔ ''مگر اب تو میں نے منگوالی۔''

''آپ نے کہا تھا کہ یہ دو کافی آپ کے لیے ہیں۔'' مائرہ نے اعتراض کیا، مگر احد نے بات کاٹ دی۔

"کافی سے آپ کی انرجی بوسٹ ہو گی اور آپ میری باتوں کو بہتر سمجھ سکیں گی۔"

"تو آپ کیسے جانتے تھے کہ میں واقعی کافی یا چائے نہیں پیتی؟" وہ ابھی تک یہی سوال سوچ رہی تھی۔

"جب ہم آپ کے گھر گئے تھے، تو میں آپ کی کچن میں گیا تھا۔ وہاں دیکھا کہ روزمرہ استعمال ہونے والا صرف ایک ہی کپ رکھا تھا، اور بعد میں آپ نے وہ کپ آنٹی کو لا کر دے دیا۔ تب سمجھ گیا کہ آپ خود چائے نہیں پیتی۔"

مائرہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "آپ سچ کہہ رہے ہیں؟"

"نہیں، میں جھوٹ کہہ رہا ہوں۔" اس نے شرارت سے شانے اچکائے۔

مائرہ نے اسے گھورا تو وہ ہنس پڑا۔ "اچھا، اچھا، بتا رہا ہوں۔ جب آپ ہمارے گھر آئے تھے، تو امی نے آپ کے لیے بھی چائے بنائی تھی، اور آپ نے بتایا تھا کہ آپ چائے نہیں پیتی۔"

مائرہ کو بات یاد آ گئی۔ وہ اپنی بے وقوفی پر مسکرا دی۔

احد نے اسے دیکھتے ہوئے کہا، "ویسے، میں جھوٹ نہیں کہہ رہا تھا کہ آپ کی اسکن بہت فئیر ہے اور یہ آپ کو مزید خوبصورت بنا رہی ہے۔" وہ خاموش ہوا اور ایک لمحے بعد بولا، "اب تو یہ جگہ ہلکی ہلکی گلابی ہو رہی ہے۔" اس نے اپنی گال پر ہاتھ رکھ کر مزید شرارت کی۔

مائرہ کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہے۔اس نے بات بدلنے کی کوشش کی۔"اگر آپ کی باتیں ختم ہو گئی ہیں، تو کافی پی لیں۔ ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"

"مگر میں چیئرز کیے بغیر کافی نہیں پیتا۔"

اُس نے ویٹر کو بُلانے کے لئے ہاتھ اُٹھایا ہی تھا کہ مائرہ نے کپ اٹھا کر چیئرز کے لیے ہوا میں بلند کیا۔احد نے مسکراتے ہوئے اپنا کپ اس کے کپ سے ٹکرایا، جیسے کہہ رہا ہو، مجھے معلوم تھا کہ تم کافی پیو گی۔

باہر ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی، اور مائرہ کھڑکی کے قریب کھڑی ان بوندوں کو دیکھ رہی تھی جو زمین پر گرتے ہی فنا ہو جاتی تھیں، جیسے وہ اپنی مختصر سی زندگی جینے کے بعد خاموشی سے اپنا اختتام قبول کر لیتی ہوں۔اُس کی نظریں ان قطروں پر تھیں، مگر ذہن کہیں اور الجھا ہوا تھا۔وہ سوچ رہی تھی کہ زندگی بھی کچھ ایسی ہی ہے—کچھ لمحے، کچھ فیصلے، اور پھر فنا۔

"مائرہ، کیا سوچا تم نے؟" اُس کی امی نے کمرے میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔

مائرہ نے پلٹ کر اُن کی طرف دیکھا۔یہ وہی دن تھا جب وہ احد سے ملی تھی، اور احد کی باتوں نے اُسے متاثر کیا تھا۔وہ ایک ایسا شخص تھا جس کی آنکھوں میں سنجیدگی اور لہجے میں

خوداعتمادی تھی۔

"ایک شرط پر میں راضی ہوں، اور وہ میں نے احد کو بھی بتادی ہے۔ اگر آپ کو قبول ہے تو ٹھیک ہے۔" اُس نے ماں کی طرف دیکھا اور دوبارہ کھڑکی کے باہر ان شفاف قطروں کو دیکھنے لگی۔ وہ قطرے جو کھڑکی پر گرتے، ایک لمحے کے لیے چمکتے، اور پھر نیچے لڑھک جاتے۔ ان قطروں میں اُسے اپنی سوچوں کا عکس نظر آیا—شفاف، مگر غیر مستحکم۔

"مجھے قبول ہے، مائرہ۔ میں بس چاہتی ہوں کہ تم اپنی زندگی کا یہ نیا باب خوشی سے شروع کرو۔" وہ اُس کے پاس آئیں اور اُس کا ہاتھ تھام لیا۔ ان کے ہاتھوں کی گرفت میں ایک عجیب سا اضطراب تھا، جیسے وہ اپنی پریشانی چھپانے کی کوشش کر رہی ہوں۔

مائرہ نے اپنے ہاتھ پر ماں کی انگلیوں کا دباؤ محسوس کیا۔ اُس کے دل میں عجیب سا خلاء پیدا ہو رہا تھا، جیسے کوئی چیز چھننے والی ہو۔ اُس کی ماں پچھلے 21 سال سے اُس کے ساتھ تھیں۔ ہر لمحہ، ہر فیصلے میں شریک۔ مگر آج اُن کے لہجے میں کچھ تھا، کوئی غیر مرئی دھاگہ، جو مائرہ کو کسی انجانی فکر میں مبتلا کر رہا تھا۔

ماں کی صحت؟ یہ خیال فوراً اُس کے دل میں آیا۔ مگر وہ تو ٹھیک تھیں۔ مائرہ ہمیشہ اُن کے چیک اپ کے لیے جاتی تھی۔ اُن کو شوگر تھی، مگر وہ ایک عام سی بات تھی اِس عمر میں۔ مگر پھر یہ بے چینی کیوں؟ ماں کیوں چاہتی تھیں کہ وہ جلد از جلد شادی کر لے؟

"ماں، آپ ٹھیک ہیں نا؟" اُس نے نرمی سے پوچھا، جیسے وہ کسی نہ بتانے والے راز کا جواب تلاش کر رہی ہو۔

ماں نے پلکیں جھپکائیں، اور ہلکی سی مسکراہٹ اُن کے ہونٹوں پر آئی۔ "میں ٹھیک ہوں، مائرہ۔ میں تو بس چاہتی ہوں کہ تم خوش رہو۔"

مگر کیا خوشی کا مطلب ماں سے دور ہونا تھا؟ کیا اُن کے بغیر زندگی کو قبول کرنا ممکن تھا؟

مائرہ کی آنکھوں میں پانی اتر آیا، اور اُس نے جلدی سے نظریں باہر کی طرف موڑ لیں۔

اُسے وہ دن یاد آیا جب ماں نے اُسے پہلی بار کہا تھا کہ زندگی میں سب سے اہم چیز خود کو خوش رکھنا ہے۔ مگر مائرہ کے لیے خوشی کا مطلب ہمیشہ ماں کے ساتھ رہنا تھا۔ وہ ان کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

Clubb of Quality Content

.

.

.

کچھ گھنٹے پہلے۔۔۔

دنیا میں اور بھی ہزار مسئلے ہیں کافی پینے کے علاوہ، اب کیا ہم وہ بات کر سکتے جو ہم یہاں

کرنے آئے ہیں؟" وہ دوبارہ سے سنجیدہ نظر آرہی تھی۔

"Go Ahead" احد بھی محتاط ہوا۔

"میں اپنا ریسٹورنٹ بنانا چاہتی ہوں مگر میرے پاس صرف ہے Ideas ہیں، سرمایہ نہیں ہے۔اور امی نے بتایا تھا کہ آپ بھی اپنا کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں۔اس کے لیے بس آپ کو جگہ اور خالی عمارت چاہیے ہو گی، باقی کام میرا" وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"میرا آپ سے وعدہ رہا کہ آپ کو ریسٹورنٹ میں بنا کر دوں گا۔" مائرہ کے ماتھے کے بَل کم ہوئے اور سیدھے ہو کر بیٹھی۔

"اس کے لیے آپکو کتنا ٹائم چاہیے ہو گا؟"

"ابھی میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں مائرہ، مگر زیادہ سے زیادہ 2 سال۔اس سے زیادہ نہیں لگے گا۔" مائرہ کی مسکراہٹ دھیمی ہوئی۔ مگر ایک ایسی سورنگ میں فاصلہ طہ کرنا آسان تھا جس کا دوسرا پار نظر آتا ہو، وہ بالکل اندھیرہ نظر آنے سے بہتر ہوتا ہے۔وہ اب چاہتی تھی کہ یہ دو سال جلدی سے گزر جائیں۔730 دنوں کی بات تھی اور اُس کا خواب پورا ہونے والا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مگر اس کیلئے میری ایک شرط ہے" وہ دھیمے سے بولا۔

مائرہ کے ذہن میں 100 سوچوں نے جنم لیا۔اُس نے احد کے جملہ مکمل ہونے کا انتظار کیا۔

"وہ یہ کہ یہ کافی جس کا آپ نے ابھی تک ایک گھونٹ بھی نہیں بھرا،اسے ختم کرنا ہو گا، بات صرف cheers کرنے کی نہیں ہوئی تھی"

اُس نے ہنس کے کہا،مائرہ بھی ہنس دی اور اثبات میں سر ہلایا۔

"خیر بات تو صرف cheers کرنے کی ہی ہوئی تھی" اُس نے جیسے یاد دہانی کروائی اور کافی کا گھونٹ بھرا۔

"میری امی بھی ہمارے ساتھ ہی رہینگی۔میری شادی کے بعد وہ بالکل تنہا ہو جائیں گی۔"

مائرہ نے کافی کا گھونٹ بھرتے کہا۔

"ہاں،کیوں نہیں۔اگر وہ نہ مانی تو میں بھی اُن سے بات کروں گا۔وہ ضرور ہمارے ساتھ رہینگی" کچھ تھا اُس کے لہجے میں جس سے مائرہ مطمئن ہو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

باہر بادل گرجنے کی بھی آواز آرہی تھی۔

"اب مجھے چلنا چاہیے۔اس سے پہلے کہ بارش آجائے۔اینڈ تھینکس فار دی کافی۔"اب وہ اپنا سامان لپیٹ رہی تھی۔

"Just relax،جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں ہیں۔"احد ویسے ہی مطمئن بیٹھا تھا۔

اتنے میں باہر تیز بارش شروع ہو گئی۔مائرہ نے ایک نظر باہر دیکھا اور واپس احد کو دیکھتے اپنا بیگ پھر سے ٹیبل پر رکھا۔

"اچھی observation ہے آپ کی"

"کبھی غرور نہیں کیا"

"آپ تو جا رہی تھیں مائرہ؟"مائرہ نے ایک نظر باہر بارش کو دیکھا مگر بولی کچھ نہیں۔اب وہ اپنا بیگ کھول رہی تھی مگر خلافِ توقع اُس کے بیگ میں میک اپ نہیں تھا بلکہ اُس میں ایک چھاتا تھا،اس کے علاوا اُس میں ٹشوز، پین کلر، چارجر،ایک چھوٹی سی ڈائری اور قلم،پرفیوم، چیونگم،اور پانی کی بوتل تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ نے تو پورا اسٹور کھول رکھا ہے۔" احد کہے بِنا نہ رہ سکا۔

"جہاں باقی لڑکیوں کے بیگ میں میک اپ ہوتا ہے وہیں آپ کے بیگ میں سب ہے" اُس نے بیگ کی طرف اِشارہ کیا۔

"اس کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے۔" اُس نے اپنے بیگ سے چھوٹا سا چاقو نکال کر احد کو دکھایا۔

"اور یہ کس لیے؟"

کیا آپ واقعی پاکستان میں رہتے ہیں؟" مائرہ نے اُس سے نظر ملائی مگر اُس نے جواب نہیں دیا مگر ہلکا سا مسکرا دیا۔

"تو کیا آپ کو شوق بھی نہیں ہے میک اپ کا؟"

"میک اپ وہ کرتے ہیں۔ جن کو خود پر اعتماد نہیں ہوتا کہ وہ اچھا دِکھتے ہیں مگر مجھے ہے۔ جب اعتماد نہیں تھا، تب میک اپ کا شوق تھا۔"

احد دیکھ سکتا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں کہہ رہی، اُسے واقعی کسی میک اپ کی ضرورت نہیں تھی، وہ بہت حسین تھی۔ اسکی گہری آنکھیں کسی جھیل کی طرح تھی، جن میں ڈوب جانے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کو دل چاہے، اُسکے لمبے بال اُسکی شخصیت کو اور بھی پر کشش بناتے تھے۔اور اُس کے چہرے کی چمک تو آپ پہلے سے جانتے ہو۔۔۔

"اور یہ اعتماد آپ نے کیسے حاصل کیا؟" وہ جاننے میں انٹر سینڈ تھا۔

"خود کو بدل کر، لوگ کیا سوچیں گے یہ لوگوں کے لیے چھوڑ کر، اور پیسے ضائع کرنا چھوڑ کر"

"پیسے سے اعتماد کا کیا تعلق؟"

"دیکھیں، جس طرح دل، دماغ اور معدے کا آپس میں تعلق ہے۔ بالکل اسی طرح ان ریسٹورنٹس، ہاسپٹلز اور میک اپ والوں کا آپس میں تعلق ہے۔ ہم لوگ جنک فوڈ بھی کھانا چاہتے ہیں، پتلے بھی دِکھنا چاہتے ہیں، بیمار بھی نہیں ہونا چاہتے، اور پمپلز سے بھی چُھٹکارا چاہتے ہیں۔ پہلے تو ہم باہر سے کھانا کھاتے ہیں اور پھر بیمار ہونے پر دوائی لاتے ہیں اور پمپلز کیلئے antibiotics اور میک اپ ضروری ہیں۔"

"اگر آپ ان میں سے صرف جنک فوڈ کھانا بھی چھوڑ دیں گے تو باقی 2 سے خود بخود نجات حاصل کر لیں گے۔ آپ کو لگتا ہے آپ ایک جگہ پر پیسہ خرچ رہے ہیں مگر در حقیقت

آپ تین چیزوں پر پیسہ خرچ رہے ہوتے ہیں۔"

"اِنٹر سٹِنگ" احد نے جواب میں یہی کہا۔اب بارش بھی آہستہ ہو چکی تھی مگر بادل ابھی وہاں سے ہٹے نہیں تھے۔وہ جانتی تھی کہ وہ ایک بار پھر برسیں گے، شاید ابھی ہی، شاید ایک گھنٹے بعد یا شاید رات کو۔اور اس سے پہلے اُسے گھر پہنچنا تھا۔

"آپ سے باتیں کرتے کرتے بارش بھی رُک گئی، ابھی مجھے جانا ہو گا۔اس سے پہلے کہ بارش پھر سے آجائے۔آپ نہیں جائیں گے؟" اُس نے چھاتا بیگ میں واپس رکھتے پوچھا۔

"نہیں، ابھی میرا ایک دوست آرہا ہے پہنچنے والا ہے اُس سے مل کر گھر جاؤں گا۔" یہ کہہ کر وہ مائرہ کو دروازے تک چھوڑنے کیلئے اُٹھ کھڑا ہوا۔وہاں سامنے سے مصطفٰی کمال آرہا تھا۔ اُس نے مائرہ کو احد کے ساتھ دیکھا۔البتہ مائرہ نے اُسے نہیں دیکھا۔وہ بھیگا ہوا لگ رہا تھا۔اُس کے پاس کوئی چھاتا نہ تھا۔

وہ احد کو خدا حافظ کہہ کر وہاں سے نکل گئی۔البتہ مصطفی کمال بھی احد کے ساتھ ساتھ اُسے دور جاتا دیکھتا رہا۔اُس نے مڑ کر نہیں دیکھا۔وہ مڑ کر دیکھنے والوں میں سے نہیں تھی۔۔۔

"یہ کون تھی؟؟"مائرہ کے جانے کے بعد مصطفٰی نے احد کو مخاطب کیا۔جو ابھی واپس آکر اُسی کرسی پر بیٹھ رہا تھا۔

مصطفٰی کمال اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا جہاں کچھ دیر پہلے مائرہ بیٹھی تھی۔

"تمہاری ہونے والی بھابھی۔"وہ مطمئن نظر آرہا تھا۔

"اور علیزے؟"اس نے فوراً احد کو اُسکی گرل فرینڈ یاد کروائی۔

"وہ کون ہے؟"احد نے انجان بننا چاہا۔

"وہی جس کے ساتھ تم پچھلے تین سال سے گھوم رہے ہو۔"

"صرف گھوم ہی تو رہا ہوں۔"

"صرف گھوم رہے ہو؟وہ تم سے شادی کرنا چاہتی ہے۔"

"ہاں تو کیا ہوا،اُس کے 3 بار قبول ہے بول دینے سے ہماری شادی تھوڑی نہ ہو جائے گی۔اور یہ میں نے اُسے بتایا تھا کہ میں اپنی ماں کی پسند کی لڑکی سے شادی کروں گا۔اور اُسے لگتا ہے کہ ماں اُسے پسند کر لیں گی،ہونہہ۔"اُس نے جیسے علیزے کا مذاق اڑایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور وہ نہیں مانیں گی کیا؟؟"مصطفی نے سوال کیا۔

"وہ بالکل مان جائیں گی مگر اُن کو بتائے گا کون؟"ویٹر اُن کی کافی لے کر آ گیا تو دونوں چپ ہو گئے۔۔۔

جاری ہے۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content
(fictional.hub) Instagram account

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842